طَرْدُ الْعَقْرَب

عَنْ

سَاحَةِ سَیِّدَتِنَا زَیْنَب علیہا السلام

ازقلم:

مفتی محمد چمن زمان نجم القادری

إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ

أَهْلَ الْبَيْتِ

وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا

طَرْدُ الْعَقْرَب

عَنْ

سَاحَةِ سَيِّدَتِنَا زَيْنَب

سلام الله تعالى علیہا

از قلم:

مفتی محمد چمن زمان نجم القادری

ہمّتِ جُنبشِ لب کہاں
میں کہاں مدحِ زینب کہاں
وہ تو گفتارِ زینب میں تھا
لہجۂ مرتضیٰ اب کہاں
ان کے دَربارِ دُربار میں
جرأتِ عرضِ مطلب کہاں
وہ تو کہئے اُنہیں علم ہے
چاہئے کس کو ، کیا، کب، کہاں
صرف طاری ہیں تاریکیاں
قید میں دن کہاں شب کہاں
یہ امیرانِ دربارِ شام
مرتبہ دانِ زینب کہاں
ارضِ طیبہ، نجف، کربلا
باغِ جنّت میں یہ سب کہاں
سر پہ ہو ان کے قدموں کی دھول
ساجدؔ اپنا یہ منصب کہاں

کتاب	:	دفع العقرب عن ساحۃِ سید تنازینب
مصنف	:	مفتی محمد چمن زمان نجم القادری
بارِ اشاعت	:	اول
سنِ اشاعت	:	محرم الحرام ۱۴۴۵ھ / اگست ۲۰۲۳ء
ناشر	:	چشتی کتب خانہ
تعداد	:	۲۰۰۰
باہتمام	:	جماعتِ حیدرِ کرار اہلسنت

ملنے کے پتے

چشتی کتب خانہ۔ داتا دربار مارکیٹ۔ لاہور

ضیاء القرآن پبلی کیشنز اردو بازار کراچی

جامعۃ العین۔ ہالار سوسائٹی۔ نزد آئی بی اے ۰۲۔ سکھر

اسلامک بک کارپوریشن، اقبال روڈ کمیٹی چوک راولپنڈی

فہرستِ مضامین

★★★★★★★★★★★★★★★★★★★★★★★★★★★★

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمام تعریفیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لیے جو مالکِ بر و بحر، برگ و شجر، خالقِ کل بشر۔ درود وسلام ہوں سیدِ عالم جنابِ محمد رسول اللہ ﷺ اور آپ کی آلِ پاک پر۔

آل طـه لـكم عـلـينا الـولاء	لا سـواكـم بـمـا لـكم آلاء
مدحكم في الكتاب جاء مبينا	أنبـأت عـنه مـلـة سـمحاء
حبكم واجب على كل شخص	حـدثتنـا بـضمنـه الأنبـاء
مـنـكـم بـضعة الإمام علي	سـيـف دين لمن به الاهتداء
زيـنـب فـضلها علينا عميم	وحـمـاها من السقام شفاء
كـعـبـة القاصدين كنز أمان	وهي فـيـنا اليتيمة العصماء
و هي بدر بلا خسوف و شمس	دون كسف و لبضعة الزهراء
وهي ذخـري و ملجئي و أماني	و رجـائي ونـعم ذاك الرجاء
لـيـس إلاك وصـلـتي لنبي	خـمـدت عند نصره الأعداء
من كراماتها الشموس أضاءت	أيـن منها السها و أين السماء

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے آلِ رسول ﷺ کو عزتوں کا محور و مرکز بنایا ہے۔ جو شخص آلِ رسول ﷺ سے ٹکرایا، ذلت ورسوائی اس کا مقدر بن گئی۔ ہزاروں آئے اور چلے گئے، لیکن آلِ پاک کا پرچم آج بھی بلند ہے۔

لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ یزید لعین خود تو مر گیا مگر اس کی ذریت شیطان مردود کے شانہ بشانہ محوِ سفر ہے۔ چند دن پہلے مولوی عطاء اللہ بندیالوی غلام خانی کا ویڈیو کلپ کسی دوست نے بھیجا۔ ویڈیو کلپ تو شاید کئی ماہ پرانا تھا لیکن یزیدی ملاں نے اپنے والد کو خراجِ لعنت کی تازہ کھیپ ارسال کرنے کے لیے اس کلپ کو دوبارہ پوسٹ کروایا تھا۔

تقریبا سات منٹ کے ویڈیو کلپ میں یزیدی مولوی اپنے والد یزید لعین کی بے گناہی ثابت کرنے کی خاطر لوگوں کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کی کوشش کر رہا ہے۔ اس چند منٹ کے ویڈیو کلپ میں یزیدی مولوی نے جو جاہلانہ موشگافیاں کیں، وہ یزید ہی کی اولاد کو شایان ہیں۔

بِن یزید کی جہالتوں کے نمونے

ہم یہاں بِن یزید کی ساری جہالتیں گنوائیں تو گفتگو انتہائی طویل ہو جائے گی۔ لہٰذا اختصار کے پیشِ نظر صرف ایک دو باتوں کی جانب اشارہ کر کے اصل مقصد کی جانب چلتے ہیں۔

پہلا نمونہ:

یزیدی مولوی نے کہا:

حضرت سیدہ زینب حضرت سیدنا امام حسین سے عمر میں بڑی ہیں۔

دوسرانمونہ:

آگے چل کر بن یزید نے اپنے والد کے لیے ہمدردیاں جمع کرنے کی

خاطر کہا:

ایک بندہ آیادربار میں، یزید کے دربار میں۔ کہتا ہے:

أَمْلِئْ رکابي ذهبا وفضة

میری یہ رکابی سونے اور چاندی سے بھر دے۔میں نے دنیا کے

بہترین آدمی کو قتل کیا ہے۔

یزید نے کہا: کس کو؟

اس نے کہا: حسین کو۔

یزید نے جلاد کو بلایااور حکم دیا: اس کا سر قلم کر کے رکھ دو۔

یہ جلاءالعیون نے لکھا۔

یزیدی ملاں نے ان چند جملوں میں جہاں اپنی کمال جہالت کا ثبوت دیا

وہاں اپنی بے مثال دھوکے بازی کا مظاہرہ بھی کیا۔

۱): ایک جہالت کا مظاہرہ تو "اِمْلَأْ رکابي فضَّة وذهبا" کو" أَمْلِئْ

رکابي ذهبا وفضة" پڑھ کر کیا۔

۲): دوسری جہالت کا مظاہرہ احمقانہ ترجمہ کرتے ہوئے کیا۔

۳): تیسرے اپنے والد یزید کو بچانے کی خاطر اس واقعہ کو یزید لعین کے دربار کے ساتھ جوڑا۔ حالانکہ اہلِ علم نے اس کو ابنِ زیاد ملعون کے دربار کے واقعات میں گنا ہے۔

اور ظاہر ہے کہ اگر یزیدی ملاں یہاں سچ بولتا تو اس کے والد یزید لعین کی خوبی کے بجائے ابنِ زیاد ملعون کی خوبی ظاہر ہوتی۔ پس بیٹا ہونے کا ثبوت دیتے ہوئے بن یزید نے منبر پہ بیٹھ کر سینہ ٹھوک کے جھوٹ بولا۔

۴): بن یزید نے اس گفتگو میں ایسی ڈھٹائی کا مظاہرہ کیا جس کا تصور یزید کی ذریت کے علاوہ کسی سے نہیں ہو سکتا۔

کذاب نے اس واقعہ کو نہ صرف اپنے والد یزید کے ساتھ جوڑا بلکہ اس پہ جلاء العیون کا حوالہ بھی جڑ دیا۔ جیسا کہ سطورِ بالا میں ہم نے یزیدی ملاں کی گفتگو بحرفہ ذکر کی۔ چونکہ ملاں کو سننے والا طبقہ جہلاء کا۔ واہ واہ کرنے والے بھی جاہل۔ کوئی سا حوالہ کہیں بھی جڑ دو۔ غلام خانیوں نے واہ واہ ہی کرنی ہے۔

لیکن اگر جلاء العیون کو کھول کر دیکھا جائے تو اس میں یہ واقعہ ان الفاظ کے ساتھ مذکور ہے:

به روایت حضرت امام زین العابدین علیه السلام: سنان بن انس سر مبارک آن حضرت را به مجلسِ آن لعین در آورد وشعری چند به این مضمون می خواند: پر کن رکاب مرا

از طلا ونقره که پادشاه بزرگواری را کشته ام که به حسب ونسب از ہمه کس شریف تر بود۔ وپدر ومادرش از ہمه کس نیکوتر بودند۔

ابن زیاد در خشم شد وگفت: ہر گاه می دانستی که او چنین است چرا او را می کشی؟ وحکم کرد که آن لعین را به قتل آوردند۔

یعنی حضرت سیدنا امام زین العابدین کی روایت سے ہے کہ جب سنان بن انس حضرت سیدنا امام حسین علیہ السلام کا سر انور ابنِ زیاد لعین کی مجلس میں لایا تو اس مضمون کے کچھ اشعار پڑھے:

میرے اونٹ کو سونے اور چاندی سے بھر دے کیونکہ میں نے ایسے عظیم بادشاہ کو قتل کیا ہے جو حسب و نسب میں سب سے بڑھ کر صاحبِ شرف تھا۔ اور اس کے والد اور والدہ سب سے بہتر تھے۔

ابنِ زیاد لعین غصے میں آگیا اور بولا: جب تو جانتا ہے کہ وہ ایسے ہیں تو پھر انہیں قتل کیوں کیا؟

ابنِ زیاد نے حکم دیا کہ اس لعین کو قتل کر دیا جائے۔

(جلاء العیون، باب پنجم، کاروانِ اہلِ بیت در کوفہ ص ۷۱۷، ۷۱۸)

اس گفتگو کے ذریعے ہم ابنِ زیاد ملعون کے لیے نرم گوشہ نہیں نکالنا چاہتے۔ کیونکہ اگر ابنِ زیاد ملعون نے ایسا کیا تو اسے قتلِ امام حسین پہ کوئی غم

وغصہ نہیں تھا۔ اس لعین کے غصہ کی بنیاد یہ تھی کہ اس کے دربار میں سیدنا امام حسین علیہ السلام کے لیے تعریفی جملے کہے گئے۔ ورنہ وہ لعنتی تو امام حسین کی شہادت پہ انتہائی فرحاں وشاداں تھا۔

ہمارا اس گفتگو کو ذکر کرنے کا مقصد بن یزید کی دھوکے بازی کی نشاندہی ہے۔ کذاب نے ایک جانب ابنِ زیاد کے دربار میں ہونے والے واقعہ کو یزید لعین کے ساتھ جوڑا اور دوسری جانب ڈھٹائی کی انتہا کہ جلاء العیون کا حوالہ بھی دے ڈالا۔ یا تو جاہل نے جلاء العیون دیکھی نہیں۔ اور اگر دیکھی ہے تو موروثی دجل وتلبیس سے مجبور ہو کر ایسی حرکت کی ہے۔

ہمارا ہدف

ہم اگر اس مختصر سے ویڈیو کلپ میں بن یزید سے صادر ہونے والی ساری جہالتوں کو شمار کرنا چاہیں گے تو بات زیادہ طول پکڑ جائے گی۔ لہذا بقصدِ اختصار ہم یہاں موصوف کی صرف تین بکواسوں کی حقیقت عوام المسلمین کے سامنے واضح کرنا چاہتے ہیں:

۱: یزید لعین کو بے قصور بتانے کے لیے بن یزید نے دعوی کیا کہ سیدہ بنتِ سیدہ زینب بنتِ فاطمہ سلام اللہ تعالی علیہا نے واقعہ کربلا کے بعد باقی کی زندگی یزید لعین کے گھر گزاری۔ اپنے تئیں اس پر دلیل یہ قائم کی کہ چونکہ

سیدہ زینبِ کبری سلام اللہ تعالی علیہا کا مزارِ اقدس دمشق میں ہے۔ پھر کہا کہ: بنو امیہ کے قبرستان میں ہے۔ لہذا اگر یزید (لعین) قتلِ سیدنا امام حسین کا ذمہ دار ہوتا تو سیدہ زینب کبری سلام اللہ تعالی علیہا اپنے بھائی کے قاتل کے گھر اپنی باقی زندگی نہ گزارتیں؟

۲: بن یزید نے مزید بکا کہ: سیدہ زینب سلام اللہ تعالی علیہا کو ان کے شوہر حضرت عبد اللہ بن جعفر نے طلاق دے دی تھی۔

۳: بن یزید نے یزید لعین کو ایک اعلی انسان ثابت کرنے کے لیے کہا کہ حضرت عبد اللہ بن جعفر نے اپنی بیٹی ام محمد کا نکاح یزید لعین سے کروایا تھا۔ اور سیدہ زینب کبری سلام اللہ تعالی علیہا نے اپنی باقی زندگی اپنی اسی سوتیلی بیٹی کے ہاں بسر کی۔

ضروری بات

ہماری نظر میں غلام خانیوں سے اس قسم کی باتوں کا صدور کچھ بعید نہیں۔ جن کے اکابر شانِ رسالت میں بکواس کو اپنا دین سمجھیں، ان گستاخوں سے خیر کی امید کرنا سراسر فضول ہے۔ اور ویسے بھی پچھلی کئی دہائیوں سے ناصبیت کی پرورش غلام خانی فکر ہی کرتی چلی آرہی ہے۔

ایسی صورتِ حال میں اس یزیدی کی گفتگو کی حیثیت عُوائے کلاب

سے زیادہ نہیں بنتی۔ لیکن پھر بہت سے یزیدی بریلوی بھی اس غلام خانی کی بکواس کو پھیلاتے نظر آئے تو سوچا کہ اس سلسلے میں ضروری وضاحت عوام المسلمین کی خدمت میں پیش کر دی جائے۔

چونکہ یزیدی مولوی نے اپنی گفتگو میں صرف بکواس پہ اکتفاء کیا ہے اور اپنے دعوی کو ثابت کرنے کی جانب نہیں گیا۔ اس لیے ہم اس کی تینوں باتوں کا جواب بالاختصار دینے کی کوشش کریں گے۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کو دعوت دیں گے کہ:

منبر پہ بیٹھ کر بھونکنا آسان ہے۔ اگر تو واقعی اپنے باپ یزید کا حقیقی بیٹا ہے تو اپنے باپ کی اچھائی تو دور کی بات ہے، اس لعین کو صرف مسلمان ثابت کر کے دکھا۔ ۔۔!!!

جس ملعون کا ایمان تک ثابت نہیں، اس کو بچانے کے لیے رسول اللہ ﷺ کی اولادِ پاک کے بارے میں بکواس!!! لا حول ولا قوة الا بالله

اللہ سبحانہ وتعالی یزید وابنائے یزید کی رسوائیوں میں اضافہ فرمائے۔

آلِ مصطفی ﷺ کے صدقے ہمیں دارین کی خوش بختیاں مرحمت فرمائے۔

محمد چمن زمان نجم القادری

مرکزی ناظمِ اعلی تحریک عظمتِ آل واصحابِ رسول ﷺ پاکستان

۱

مزارِ پاک سیدہ بنت سیدہ زینب بنتِ فاطمہ سلام اللہ تعالی علیہما

بن یزید نے اس بارے میں عوام کو شدید گمراہ کرنے کی کوشش کی اور دعوی کیا کہ:

"سیدہ زینب سلام اللہ تعالی علیہا معرکہ کربلا کے بعد یزید لعین کے گھر رہیں اور وہیں آپ کا وصال ہوا۔ سو آپ کی قبرِ مبارک دمشق میں بنو امیہ کے قبرستان میں ہے۔"

ابنائے یزید کو چیلنج

اس سلسلے میں بندہ اپنی گزارشات سے قبل یزیدی ذریت کو کھلا چیلنج دیتا ہے کہ اگر کسی میں رتی بھر غیرت موجود ہے تو وہ اس دعوی کو لائقِ اعتماد ذریعے سے ثابت کر دکھائے۔ وقت تا قیامِ قیامت۔۔۔!!!

اپنے ہی نصاب سے باغی!

یزیدیوں کی اس طرح کی بکواسات صرف یزید لعین کی ہمدردی میں صادر ہوتی ہیں۔ ورنہ ایک طرف غلام خانی حضرات اپنے آپ کو اشاعرہ وماتریدیہ سے جوڑنے میں فخر محسوس کرتے ہیں۔ اور دوسری جانب اپنے باپ یزید کی ہمدردی انہیں اپنی ہی کتابوں سے باغی کر دیتی ہے۔ اور کچھ نہیں تو کم از

کم ان گنت مدارس میں داخلِ نصاب شرح عقائد کے ان جملوں ہی کو قبول کر لیتے۔ علامہ سعد الدین تفتازانی نے فرمایا:

والحقُّ أن رضى يزيد بقتل الحسين واستبشاره بذلك وإهانة أهل بيت النبي عليه السلام مما تواتر معناه وإن كانت تفاصيله آحاداً، فنحن لا نتوقف في شأنه بل في إيمانه، لعنة الله عليه وأنصاره وأعوانه.

اور حق یہ ہے کہ یزید (لعین) کی (امام) حسین (علیہ السلام) کی شہادت سے رضامندی اور اس پہ خوشی اور نبی ﷺ کے اہلِ بیت کی اہانت اس قبیل سے ہے جو از روئے معنی متواتر ہے اگرچہ اس کی تفاصیل آحاد ہیں۔ سو ہم اس کے معاملے میں توقف نہیں کرتے بلکہ اس کے ایمان کے بارے میں توقف کرتے ہیں۔ اللہ سبحانہ وتعالی کی اس پر اور اس کے مددگاروں اور اس کے اعانت کنندگان پہ لعنت ہو۔

(شرح عقائد نسفیہ ص ۹۴)

ایک جانب جامعات کے ان گنت طلبہ کو یہ کتاب نصاباً پڑھائی جاتی ہے اور دوسری جانب اسی کتاب کے مندرجات سے سرِ عام بغاوت کی جاتی ہے۔۔۔!!! کیا یہ کھلا تضاد نہیں؟

مؤرخین کی آراء

سیدہ زینب سلام اللہ تعالی علیہا کا معرکہ کربلا کے بعد یزید لعین کے ہاں قیام کرنا ایسا جھوٹ ہے جس کو یزیدی ذریت تا قیامِ قیامت ثابت نہیں کر سکتی۔ البتہ اہلِسنت مؤرخین کا اس پہ اعتماد ہے کہ سیدہ زینب سلام اللہ تعالی علیہا معرکۂ کربلا کے بعد کوفہ پھر دمشق کے بعد جب سارا حسینی قافلہ مدینہ مشرفہ لوٹا تو سیدہ زینب سلام اللہ تعالی علیہا بھی مدینہ مشرفہ واپس تشریف لے آئیں۔

مدینہ مشرفہ واپسی کے بعد اربابِ تاریخ کے بیچ اختلاف ہوا:

- بعض کا کہنا ہے کہ سیدہ زینب کبری سلام اللہ تعالی علیہا کی دوبارہ مدینہ مشرفہ سے روانگی ثابت نہیں۔
- بعض کی رائے ہے کہ سیدہ زینب کبری سلام اللہ تعالی علیہا کی جانب سے قاتلینِ امام حسین علیہ السلام کے خلاف تحریک کی بنیاد پر یزید لعین نے سیدہ زینب سلام اللہ تعالی علیہا کو مدینہ مشرفہ سے نکلنے پر مجبور کر دیا۔ پس آپ ہجرت فرما کر مصر تشریف لے گئیں اور وہیں آپ کا وصال ہوا۔ اور قاہرہ مصر میں اس وقت بھی آپ کا مزارِ اقدس مجمعِ برکات ہے۔
- بعض حضرات نے انتہائی دور کی کوڑیاں ملانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا کہ مدینہ مشرفہ میں قحط کی وجہ سے سیدہ زینب سلام اللہ تعالی علیہا اپنے

شوہر حضرت عبد اللہ بن جعفر کے ساتھ دمشق روانہ ہوئیں جہاں حضرت عبد اللہ بن جعفر کی جاگیر تھی اور وہیں آپ سلام اللہ تعالی علیہا کا وصال ہوا۔ لیکن یہ رائے چند مفروضوں کا مجموعہ ہے، کسی معتبر ذریعے سے ثابت نہیں۔

سیدہ زینب کی
مدینہ مشرفہ آمد

امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری متوفی ۳۱۰ھ حسینی قافلے کی شام سے مدینہ مشرفہ واپسی کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یہ قافلہ ایک شامی کی نگرانی میں دمشق سے عازمِ مدینہ مشرفہ ہوا۔ جس شامی کی نگرانی میں یہ قافلہ مدینہ مشرفہ پہنچا، اس شخص نے رستے میں اپنی خدمت میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔ اس شخص کا حسنِ سلوک دیکھ کر مولا علی علیہ السلام کی لختِ جگر سیدہ فاطمہ بنت مولا علی نے سیدہ زینب سلام اللہ تعالی علیہا سے عرض کی:

يَا أخية، لقد أحسن هَذَا الرجل الشامي إلينا فِي صحبتنا، فهل لك أن نصله؟

پیاری بہن! اس شامی نے بہت خوبصورتی کے ساتھ ہمارا ساتھ دیا۔ تو کیا ہم اس کو کوئی عطیہ نہ پیش کریں؟

سیدہ زینب سلام اللہ تعالیٰ علیہا نے فرمایا:

وَاللَّهِ مَا معنا شَيْء نصله بِهِ إلا حلينا

اللہ کی قسم ہمارے پاس ہمارے زیورات کے سوا کوئی چیز نہیں جو ہم اس شخص کو بطور عطیہ پیش کریں۔

پھر دونوں بہنوں کی باہمی مشاورت سے طے ہوا کہ سیدہ زینب اور سیدہ فاطمہ بنت علی اپنے زیورات اس شخص کی خدمت کے بدلے میں پیش کر دیں۔ پس ان شہزادیوں نے اپنے زیورات اس شامی کی جانب بھیج کر مقدار کی کمی کے معاملے میں معذرت بھی کی۔ لیکن اس شامی نے جواباً عرض کی:

لو كَانَ الَّذِي صنعت إنما هُوَ للدنيا كَانَ فِي حليكن مَا يرضيني ودونه، ولكن وَاللَّهِ مَا فعلته إلا لِلَّهِ، ولقرابتكم مِنْ رَسُولِ الله ﷺ

جو کچھ میں نے کیا اگر وہ دنیا کے لیے ہوتا تو آپ کے زیورات مجھے راضی کر دیتے بلکہ اس سے کم میں (میں راضی ہو جاتا۔) لیکن اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی قسم! میں نے یہ سب کچھ صرف ذاتِ خداوندی اور آپ کی رسول اللہ ﷺ سے قرابت کی وجہ سے کیا ہے۔

(تاریخ طبری ۵ / ۴۶۲،۴۶۳)

چند مزید آراء

ابنِ جریر طبری کے بعد امام ابو الحسن ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ نے اپنی تاریخ میں اس کو بیان کیا۔

(الکامل فی التاریخ ۳/ ۱۹۰، ۱۹۱)

اسی بات کو شہاب الدین نویری متوفی ۷۳۳ھ نے بیان کیا۔

(نہایۃ الارب فی فنون الادب ۲۰/ ۴۷۵)

علامہ ابنِ کثیر دمشقی متوفی ۷۷۴ھ نے سیدہ زینب اور سیدہ فاطمہ بنت علی کی اس گفتگو اور اس سارے واقعہ کو بیان کیا اور اس پہ اعتماد ظاہر کیا۔

(البدایۃ والنہایۃ ۸/ ۱۹۵)

یہی گفتگو مؤرخ عبد الملک بن حسین عصامی متوفی ۱۱۱۱ھ نے ذکر کی۔

(سمط النجوم العوالی فی انباء الاوائل والتوالی ۳/ ۱۸۴)

یہی گفتگو مصری مؤرخ محمد سلیمان طیب متوفی ۱۴۴۱ھ نے ذکر کی۔

(موسوعۃ القبائل العربیۃ ۱۱/ ۵۴۷)

ان حضراتِ اہلِ علم کے نام صرف بطورِ مثال ذکر کیے گئے ہیں ورنہ ان کے علاوہ دسیوں بلکہ بیسیوں اہلِ علم کا اعتماد اسی بات پر ہے کہ سیدہ زینب سلام اللہ تعالی علیہا حسینی قافلہ کے ساتھ دمشق سے مدینہ مشرفہ واپس آئیں۔

جب سیدہ زینب کبری سلام اللہ تعالی علیہا کی مدینہ مشرفہ واپسی ایک طے شدہ امر ہے تو پھر غلام خانی ہوں یا یزیدیوں کی کوئی اور قسم، وہ اپنے باپ کو بچانے کی خاطر کس دلیل کی بنیاد پہ کہتے ہیں کہ سیدہ زینبِ کبری نے اپنی باقی حیات مبارکہ یزید لعین کے گھر میں گزاری؟ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ

مدینہ مشرفہ میں اعلان کا متن

تیسری صدی کی مشہور شخصیت یحیی بن حسن عبیدلی متوفی ۲۷۷ھ اپنی سند کے ساتھ حضرت حسن مثنی علیہ السلام سے راوی۔ فرماتے ہیں کہ جب حسینی قافلہ دمشق سے مدینہ مشرفہ پہنچا تو مدینہ مشرفہ میں اعلان کروایا گیا:

ألا إن زين العابدين وبني عمومته وعماته قد قدموا إليكم

سنو! بے شک زین العابدین اور ان کے چچاؤں کے بیٹے اور ان کی پھوپھیاں تمہارے پاس تشریف لائے ہیں۔

(اخبار الزینبات للعبیدلی ص ۰۵)

صریح روایت

"پھوپھیوں" کا عموم اپنے ظاہر کے اعتبار سے سیدہ زینب سمیت امام حسین علیہ السلام کی باقی ہمشیرگان کو بھی شامل ہے۔ لیکن مصعب بن عبداللہ کی روایت اس مفہوم میں زیادہ صریح اور واضح ہے۔

مصعب بن عبد اللہ کا کہنا ہے کہ:

كانت زينب بنت عليّ وهي بالمدينة تألب الناس على القيام بأخذ ثأر الحسين فلما قام عبد الله بن الزبير بمكة وحمل الناس على الأخذ بثأر الحسين، وخلع يزيد، بلغ ذلك أهل المدينة فخطبت فيهم زينب وصارت تؤلبهم على القيام للأخذ بالثأر

سیدہ زینب سلام اللہ تعالی علیہا جبکہ آپ مدینہ مشرفہ میں تھیں۔ آپ نے لوگوں کے بیچ قاتلینِ امام حسین کی سرکوبی کے لیے تحریک شروع کی۔ پس جب مکہ مشرفہ میں عبد اللہ بن زبیر اٹھ کھڑے ہوئے اور لوگوں کو امام حسین علیہ السلام کے قتل کا بدلہ لینے اور یزید کی بیعت توڑنے پر ابھارا تو یہ بات مدینہ مشرفہ پہنچی۔ پس سیدہ زینب سلام اللہ تعالی علیہا نے مدینہ والوں کے بیچ خطاب فرمایا اور انہیں قاتلینِ امام حسین علیہ السلام کی سرکوبی پہ تیار کرنے لگ گئیں۔

مصعب بن عبد اللہ مزید کہتے ہیں:

فبلغ ذلك عمرو بن سعيد فكتب إلى يزيد يعلمه بالخبر فكتب إليه أن فرق بينها وبينهم، فأمر أن ينادي عليها بالخروج من المدينة والإقامة حيث تشاء

یعنی جب یہ باتیں عمرو بن سعید کو معلوم ہوئیں تو اس نے سارے حالات یزید لعین کو لکھ بھیجے۔ جوابی طور پر یزید لعین نے عمرو بن سعید کو لکھا کہ

وہ سیدہ زینب سلام اللہ تعالیٰ علیہا کو مدینہ والوں سے الگ کر دے۔ پس عمرو بن سعید نے سیدہ زینب سلام اللہ تعالیٰ علیہا کے بارے میں اعلان کروادیا کہ وہ مدینہ مشرفہ سے چلی جائیں اور جہاں چاہیں جا کر رہیں۔

مصعب بن عبد اللہ کا کہنا ہے کہ:

ابتداءً سیدہ زینب سلام اللہ تعالیٰ علیہا نے مدینہ مشرفہ سے جانے سے صاف انکار فرمایا۔ لیکن زینب بنت عقیل اور دیگر ہاشمی عورتوں کی مشاورت کے بعد مدینہ مشرفہ سے جانے کا ارادہ فرمالیا۔

(اخبار الزینبات للعبیدلی ص ۰۵)

مزید ایک روایت

انہی یحیی بن حسن عبیدلی متوفی ۲۷۷ھ نے اپنی سند کے ساتھ سیدنا حسنِ مثنیٰ علیہ السلام سے روایت کیا۔ فرمایا:

لما خرجت عمتي زينب من المدينة خرج معها من نساء بني هاشم فاطمة ابنة عم الحسين وأختها سكينة .

یعنی جب میری پھوپھی سیدہ زینب سلام اللہ تعالیٰ علیہا مدینہ مشرفہ سے روانہ ہوئیں تو آپ کے ساتھ میرے چچا امام حسین کی بیٹی سیدہ فاطمہ اور ان کی بہن سیدہ سکینہ بنت حسین بھی روانہ ہوئیں۔

(اخبار الزینبات للعبیدلی ص ۰۶)

ابنائے یزید! جواب دو!

اگر ابنائے یزید کی بات مان لی جائے کہ سیدہ زینب سلام اللہ تعالی علیہا دمشق سے واپس ہی نہ آئی تھیں اور یزید لعین کے گھر میں رہائش پذیر ہو گئی تھیں تو یزید لعین کی ذریت بتانا پسند کرے گی کہ پھر مدینہ مشرفہ آمد اور دوبارہ مدینہ مشرفہ سے روانگی کی کیا توجیہ کی جائے گی؟

جانبِ مصر

ہم نے سطورِ بالا میں بتایا کہ جلیل القدر مؤرخین نے سیدہ زینب سلام اللہ تعالی علیہا کی مدینہ مشرفہ واپسی پر جزم اختیار کیا ہے۔ البتہ مدینہ مشرفہ واپسی کے بعد دوبارہ روانگی کے بارے میں اختلاف ہے۔ ایک رائے مصر کی جانب روانگی کی ہے۔ جبکہ ایک انتہائی کمزور سوچ یہ بھی ہے کہ مدینہ مشرفہ میں قحط کی وجہ سے سیدہ زینب سلام اللہ تعالی علیہا اپنے شوہر حضرت عبد اللہ بن جعفر کی ہمراہی میں دمشق کی جانب روانہ ہوئیں اور وہیں آپ کا وصال ہوا۔ لیکن جب اس رائے کو آزمائش کے ترازو پر پرکھا جائے تو سوائے مفروضے کے کچھ بھی نظر نہیں آتا۔

بلکہ اگر انصاف پسندی کی بات کی جائے تو مصر کی جانب روانگی، دمشق روانگی کی نسبت زیادہ قرینِ قیاس و قرینِ ثبوت ہے۔

مذکور الصدر یحیی بن حسن عبیدلی متوفی ۲۷۷ھ اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں۔ کہا:

لما قدمت زينب بنت عليّ من الشام إلى المدينة مع النساء و الصبيان ثارت فتنة بينها وبين عمرو بن سعيد الأشدق والي المدينة من قبَل يزيد، فكتب إلى يزيد يشير عليه بنقلها من المدينة، فكتب له بذلك

یعنی جب سیدہ زینب سلام اللہ تعالی علیہا بچوں اور عورتوں کے ساتھ شام سے مدینہ مشرفہ آئیں تو یزید کی جانب سے مقرر والیِٔ مدینہ عمرو بن سعید اشدق اور سیدہ زینب سلام اللہ تعالی علیہا کے درمیان فتنہ کھڑا ہو گیا۔ عمرو بن سعید نے سیدہ زینب سلام اللہ تعالی علیہا کو مدینہ مشرفہ سے منتقل کرنے کا مشورہ دیتے ہوئے یزید کو خط لکھا تو یزید لعین نے عمرو بن سعید کو یہی لکھ بھیجا۔

پس سیدہ زینب سلام اللہ تعالی علیہا کچھ ہاشمی عورتوں کے ساتھ مصر روانہ ہوئیں۔ راوی کا کہنا ہے:

فقدمتها لأيام بقيت من رجب .

یعنی رجب المرجب کے ابھی کچھ دن باقی تھے جب سیدہ زینب سلام اللہ تعالی علیہا نے مصر قدم رنجہ فرمایا۔

(اخبار الزینبات للعبیدلی ص ٦٠)

عبداللہ بن عبدالرحمن انصاری کہتے ہیں:

رأيت زينب بنت علي بمصر بعد قدومها بأيام

میں سیدہ زینب کے مصر قدم رنجہ فرمانے کے کچھ دن بعد آپ کی زیارت سے مشرف ہوا۔

(اخبار الزینبات للعبیدلی ص۵۶)

رقیہ بنت عقبہ بن نافع فہری کہتی ہیں:

كنت فيمن استقبل زينب بنت علي لما قدمت مصر بعد المصيبة ، فتقدم إليها مسلمة بن مخلد وعبد الله بن الحارث وأبو عميرة المزني فعزاها مسلمة وبكى فبكت وبكى الحاضرون

واقعہ کربلا کے بعد جب سیدہ زینب سلام اللہ تعالی علیہا مصر تشریف لائیں تو میں ان لوگوں میں شامل تھی جنہوں نے سیدہ زینب سلام اللہ تعالی علیہا کا استقبال کیا۔ پس مسلمہ بن مخلد، عبداللہ بن حارث، ابو عمیرہ مزنی آپ کی جانب آگے بڑھے۔ مسلمہ نے تعزیت کی تو رو پڑے۔ سیدہ بھی رو پڑیں اور سب حاضرین رو پڑے۔

اس پہ سیدہ زینب سلام اللہ تعالی علیہا نے یہ آیہ مقدسہ پڑھی:

هَٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمَٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُونَ

یہ وہ ہے جو رحمن نے وعدہ فرمایا اور رسولوں نے سچ فرمایا۔

رقیہ بنت عقبہ نے مزید کہا:

ثم احتملها إلى داره بالحمراء ، فأقامت بها أحد عشر شهراً وخمسة عشر يوماً ، وتوفيت وشهدت جنازتها ، وصلى عليها مسلمة بن مخلد في جمع بالجامع ، ورجعوا بها فدفنوها بالحمراء بمخدعها إلى الدار بوصيتها .

پھر مسلمہ سیدہ زینب سلام اللہ تعالی علیہا کو مقامِ حمراء پہ اپنے گھر لے گئے۔ سیدہ زینب سلام اللہ تعالی علیہا گیارہ ماہ پندرہ دن وہاں مقیم رہیں اور پھر آپ کا وصال ہو گیا۔ میں سیدہ زینب سلام اللہ تعالی علیہا کے جنازے کے وقت موجود تھی۔ مسلمہ بن مخلد نے ایک بڑی جماعت کے ساتھ مسجد میں سیدہ زینب سلام اللہ تعالی علیہا کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔ اور پھر وہ لوگ سیدہ زینب سلام اللہ تعالی علیہا کو واپس لے آئے اور آپ کی وصیت کے مطابق مقامِ حمراء میں گھر کے اندر سیدہ زینب کی کوٹھڑی میں آپ کو دفن کیا گیا۔

(اخبار الزینبات للعبیدلی ص ٥٦)

رقیہ بنت عقبہ سے دوسری سند کے ساتھ مروی ہے۔ کہتی ہیں:

توفيت زينب بنت علي عشية يوم الأحد لخمسة عشر يوماً مضت من رجب سنة ٦٢ من الهجرة ، وشهدت جنازتها ودفنت بمخدعها بدار مسلمة المستجدة بالحمراء القصوى ، حيث بساتين عبد الله بن عبد الرحمن بن عوف الزهري .

یعنی سیدہ زینب سلام اللہ تعالی علیہا کا وصال اتوار کی شام ۱۵ رجب المرجب ۶۲ھ کو ہوا۔ اور میں آپ کے جنازہ میں حاضر تھی اور آپ کی تدفین مقامِ حمراء پہ دارِ مسلمہ میں سیدہ زینب سلام اللہ تعالی علیہا کے اپنے کمرہ میں کی گئی۔ جہاں عبد اللہ بن عبد الرحمن بن عوف زہری کے باغات ہیں۔

(اخبار الزینبات للعبیدلی ص ۰۶)

قاہرہ کا مزارِ پر انوار

ان مرویات سے جہاں یزیدی ملاں کی بکواس کی قلعی کھل جاتی ہے وہیں مصر میں سیدہ زینب سلام اللہ تعالی علیہا کی جانب منسوب مزارِ اقدس کی حقیقت کے بارے میں قدرے اطمینانِ قلب بھی نصیب ہوتا ہے۔

رحالہ کوہینی کی
سیدہ زینب کے مزار پہ حاضری

مصر کی وزارتِ اوقاف کی جانب سے مسجدِ زینبی کے چیئرمین استاذ علی احمد شلبی کی شائع کی جانے والی کتاب "ابنة الزهراء بطلة الفداء زينب رضي الله تعالى عنها" میں مؤلف سیدہ زینب سلام اللہ تعالی علیہا کے مزارِ پر انوار اور مسجدِ اقدس کی مختلف ادوار میں تعمیرات کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

احمد بن طولون کے دورِ حکومت (۲۵۴-۲۹۳) میں دیگر مزاراتِ

مقدسہ کی طرح سیدہ زینب سلام اللہ تعالی علیہا کے مزارِ اقدس کی تعمیر و مرمت کا کام بھی ہوا۔ پھر فاطمی دورِ حکومت (۳۵۸-۵۶۷ھ) میں سب سے پہلے فاطمی خلیفہ ابو تمیم نے ۳۶۹ھ میں اس مزارِ اقدس کو عالی شان عمارت کی صورت دی۔

ادیب ورحالہ ابو عبد اللہ محمد کوہینی فارسی اندلسی کا کہنا ہے کہ وہ ۱۴ محرم الحرام ۳۹۶ھ کو قاہرہ میں داخل ہوئے۔ اور سیدہ زینب بنت امام علی علیہما السلام کے مزارِ اقدس پہ بھی حاضری دی۔ قبرِ انور کی زیارت سے مشرف ہوئے اور وہاں پاکیزہ خوشبو سونگھی۔

(ابنۃ الزھراء بطلۃ الفداء زینب رضي اللہ تعالی عنھا ص ۲۶۵)

سیدی علی خواص
اور مزارِ سیدہ زینب کبری

اس مزارِ اقدس کی حقیقت کی وضاحت حضرت سیدی علی خواص کے اس کشف سے بھی ہوتی ہے جس کا ذکر علامہ عبد الوہاب شعرانی نے کیا۔ علامہ شعرانی متوفی ۹۷۳ھ رقمطراز ہیں:

وقد أخبرني سيدي علي الخواص رحمه الله تعالى : أن السيدة زينب المدفونة بقناطر السباع ابنة الإمام علي رضي الله تعالى عنه وكرم الله وجهه في هذا المكان بلا شك

اور تحقیق مجھے سیدی علی خواص رحمہ اللہ تعالی نے بتایا: کہ سیدہ زینب جو قناطرِ سباع میں مدفون ہیں۔ امام علی رضی اللہ تعالی عنہ وکرم اللہ تعالی وجھہ کی بیٹی بغیر کسی شک کے اسی جگہ ہیں۔

علامہ شعرانی سیدی علی خواص کا اس دربارِ گہر بار پہ حاضری کا انداز بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

وكان رضي الله تعالى عنه يخلع نعليه من عتبة الدرب ويمشي حافيا حتى يجاوز مسجدها ويقف تجاه وجهها ويتوسل بها إلى الله تعالى في أن يغفر له.

حضرت سیدی علی خواص دروازے کی چوکھٹ سے جوتے اتار لیتے اور ننگے پاؤں چلتے۔ یہاں تک کہ آپ کی مسجد کو عبور کرتے اور چہرہ مقدسہ کے مقابل کھڑے ہوتے اور اپنی بخشش کے لیے دربارِ الٰہی میں سیدہ زینب سلام اللہ تعالی علیہا کا وسیلہ پیش کرتے۔

(لطائف المنن والاخلاق للشعرانی ص ۴۷۷)

علامہ عبد الوہاب شعرانی اور مزارِ سیدہ زینب کبری

علامہ عبد الوہاب شعرانی متوفی ۹۷۳ھ نے نہ صرف سیدی علی خواص کا عمل بیان کیا بلکہ آپ خود بھی یہی اعتقاد کرتے تھے کہ سیدہ زینب سلام اللہ

تعالی علیہا کا مزارِ اقدس مصر میں ہے۔ کربلا میں سیدہ زینب کبری سلام اللہ تعالی علیہا کے اشعار کا ذکر کرتے ہوئے بدیں الفاظ کلام کرتے ہیں:

وأنشدت أخته زينب المدفونة بقناطر السباع من مصر المحروسة برفع صوت ورأسها خارج من الخباء

اور حضرت سیدنا امام حسین کی بہن سیدہ زینب جو مصرِ محروسہ میں قناطرِ سباع کے مقام پہ مدفون ہیں۔ آپ نے سر مبارک خیمہ سے باہر نکال کر بآوازِ بلند یہ اشعار پڑھے۔

(الطبقات الکبری للشعرانی ۱/۲۳)

شیخ شبراوی
اور مزارِ سیدہ زینب کبری

شیخ عبد اللہ بن محمد بن عامر شبراوی شافعی متوفی ۱۱۷۲ھ نے "الاتحاف بحب الاشراف" میں مصر میں اہلِ بیت کے مزارات کے ضمن میں سیدہ زینب سلام اللہ تعالی علیہا کے بارے میں ذکر کیا کہ آپ کا مزارِ اقدس بھی مصر میں ہے۔

(الاتحاف بحب الاشراف ص ۲۱۲)

علامہ عبد الرحمن اجھوری اور مزارِ سیدہ زینب کبری

مالکی فقیہ علامہ عبد الرحمن بن حسن اجھوری متوفی ۱۱۹۸ھ نے اہلِ بیتِ رسول علیہم السلام کی شان و عظمت کے بارے میں لکھی گئی اپنی کتاب "مشارق الانوار" میں ذکر کیا کہ سیدہ زینب سلام اللہ تعالی علیہا کا مزارِ پر انوار مصر میں ہے۔

(مشارق الانوار مخطوط ۱۴ب)

علامہ اجھوری کا قصیدہ

یہی شیخ عبد الرحمن اجھوری مقری سیدہ زینب سلام اللہ تعالی علیہا کے مزارِ پر انوار پہ اپنی حاضری اور آپ کے وسیلے سے اپنی پریشانی سے نجات کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں:

قد حصل لي في سنة سبعين و مائة بعد الألف كرب شديد من كروب الزمان فتوجهت إلى مقام السيدة زينب المذكورة و أنشدتها هذه القصيدة فانجلى عني الكرب ببركتها

۱۱۷۰ھ میں مجھے زمانے کی پریشانیوں میں سے سخت پریشانی لاحق ہوئی تو میں سیدہ زینب کبری کے مزارِ پر انوار کی جانب متوجہ ہوا اور میں نے آپ کے دربار میں یہ قصیدہ پیش کیا تو سیدہ زینب سلام اللہ تعالی علیہا کی برکت سے وہ

تکلیف مجھ سے دور ہو گئی۔

اس قصیدہ کے چند اشعار ملاحظہ ہوں۔ فرمایا:

شـــرفـت مصرنا بكم آل طه　　فهنـيـئا لـنـا وحـق الهناء

اے آلِ طہ! ہمارا مصر آپ کی برکت سے مشرف ہوا۔ سو ہمیں مبارک اور ہم مبارک کا حق رکھتے ہیں۔

مـنـكـم بـضعة الإمام علي　　سـيـف دين لمن به الاهتداء

آپ میں امام علی علیہ السلام کی لختِ جگر۔ (وہ امام علی) جو اس ہستی کے دین کی تلوار ہیں جن کے ذریعے ہدایت ہے۔

خيرة اللّه أفضل الرسل طرّا　　مـن لـه في يوم المعاد اللواء

اللہ سبحانہ وتعالی کے پسندیدہ۔ سب رسولوں سے افضل۔ وہ ہستی جن کے لیے روزِ قیامت لواءِ (حمد) ہو گا۔

زيـنـب فـضلها علينا عميم　　وحـمـاها من السقام شفاء

(امام علی کی لختِ جگر یعنی) سیدہ زینب سلام اللہ تعالی علیہا۔ آپ کی مہربانی ہم پہ عام ہے اور آپ کی بارگاہ بیماریوں سے شفا ہے۔

كـعـبـة القاصدين كنز أمان　　وهي فـيـنا اليتيمة العصماء

(آپ کا دربار) ارادہ کرنے والوں کا کعبہ، امان کا خزانہ۔ اور آپ سلام اللہ تعالی علیہا ہمارے بیچ بے مثال، عصمت والی ہیں۔

وهي بدر بلا خسوف و شمس دون كسف و لبضعة الزهراء

اور آپ چودھویں کا وہ چاند ہیں جس کو گرہن نہیں اور وہ سورج جو بے نور ہونے سے محفوظ اور زہراء سلام اللہ تعالیٰ علیہا کی لختِ جگر۔

(نور الابصار فی مناقب آل بیت النبی المختار ۳۷۹،۳۸۰)

جبرتی حنفی کا اعتراف

مصری مؤرخ عبد الرحمن بن حسن جبرتی حنفی متوفی ۱۲۴۰ھ عجائب الآثار میں سیدہ زینب سلام اللہ تعالیٰ علیہا کے مزارِ اقدس کی تعمیرِ جدید کے بارے میں لکھتے ہیں کہ:

۱۵ ربیع الثانی ۱۲۱۷ھ کو قناطرِ سباع پہ واقع سیدہ زینب سلام اللہ تعالیٰ علیہا کے مزارِ پر انوار کی تعمیر (جدید) مکمل ہوئی۔ اور اس سے قبل امیر عبد الرحمن کتخدا قازدغلی نے ۱۱۷۴ھ میں اس کی تعمیر کروائی تھی۔

(عجائب الآثار فی التراجم والاخبار ۴/۱۱۸)

علامہ حسن حمزاوی کا اعتراف

علامہ حسن عدوی حمزاوی "مشارق الانوار" میں لکھتے ہیں:

وقد صحح أهل الكشف أن السيدة زينب رضي الله تعالى عنها بنت الإمام علي هي المدفونة بقناطر السباع بلا شك

تحقیق اہلِ کشف نے اس بات کو صحیح قرار دیا ہے کہ سیدہ زینب بنت امام علی علیہ السلام ہی مقامِ قناطرِ سباع پہ مدفون ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں۔

(مشارق الانوار فی فوز اہل الاعتبار ص ۱۵۹)

نتیجۂ گفتگو

اربابِ علم کی یہ گفتگو جہاں قاہرہ مصر کے مزارِ مقدس کی حقیقت واضح کرنے میں مدد و معاون ہے، وہیں یزیدی ملاں کے دمشقی دعوی کی حقیقت آشکار کرنے کے لیے بھی کافی ہے۔

ہمارا موقف

ناصبی ملاں چاہے غلام خانیت کے لبادے میں ہوں یا کسی دوسرے بھیس میں۔ بندہ نے انہیں جاہل ہی پایا ہے۔ اصول وضوابط سے بے بہرہ، پروپیگنڈے کے ماہر، فتنہ پروری میں بے مثال۔ لہذا بہت ممکن ہے کہ ابنائے یزید کو جب کچھ اور نہ سوجھے تو وہ قاہرہ مصر والے مزارِ اقدس کے بارے میں عوام المسلمین کے اذہان میں شکوک وشبہات پیدا کر کے اپنے تئیں تیس مار خاں بننے کی کوشش کریں۔ اس لیے ضروری ہے کہ یزیدیوں کے پروپیگنڈہ سے پہلے ہم اپنے موقف کو واشگاف الفاظ میں واضح کر دیں۔

ہمارا دعوی ہرگز یہ نہیں کہ سیدہ زینب کبری سلام اللہ تعالی علیہا کا

مزارِ پر انوار قطعا یقینا قاہرہ مصر میں ہے۔اس گفتگو میں ہماری حیثیت ابنِ یزید کی بکواس کہ :

"معرکۂِ کربلا کے بعد سیدہ زینب سلام اللہ تعالی علیہا نے باقی حیاتِ مبارکہ یزید لعین کے گھر گزاری۔ پھر وہیں آپ کا وصال ہوا۔اور آپ کا مزارِ پر انوار دمشق میں امویوں کے قبرستان میں ہے۔"

ہم یہاں پر ابنِ یزید کی اس بکواس کے انکاری کی حیثیت سے گفتگو کر رہے ہیں۔لہذا جس یزیدی کی گفتگو پر ہم کلام کر رہے ہیں، وہ خود یا یزید لعین کا کوئی دوسرا بیٹا، چاہے اس کا تعلق غلام خانیت سے ہو یا کسی دوسرے گروہ سے، اگر وہ یزیدی ملاں کی بکواس کو ثابت کرنا چاہتا ہے تو اسے کھلی چھوٹ ہے۔ لیکن یہ ضروری ہے کہ گفتگو کے اصول وضوابط کے مطابق گفتگو کرے۔ منبر پر بیٹھ کر صرف بک بک کرنے والوں کی عواء کا جواب نہیں دیا جاسکتا۔

★★★★★★★★★★★★★★★★★★★★★★★★★★★★★★

مزارِ دمشق

ابنِ یزید اپنے منبر پہ پھدک پھدک کر زور دیتا رہا کہ سیدہ زینب سلام اللہ تعالی علیہا کا مزارِ پر انوار دمشق میں ہے۔ آپ سلام اللہ تعالی علیہا دمشق میں امویوں کے قبرستان میں مدفون ہیں۔ آپ نے معرکہ کربلا کے بعد بقیہ زندگی یزید لعین کے خانہ ملعونہ میں بسر کی۔

دمشق میں موجود سیدہ زینب سلام اللہ تعالی علیہا کی جانب منسوب مزار کو سامنے رکھتے ہوئے ہم چند گزارشات کرنا چاہتے ہیں:

پہلی گزارش:

ا: اگر اس بات کو تسلیم کر لیا جائے کہ سیدہ زینب کبری سلام اللہ تعالی علیہا کا مزارِ پر انوار دمشق میں ہے۔ تو اس سے یزید لعین کی براءت کیسے ثابت ہوتی ہے؟

کیونکہ ابنِ یزید کا اصل ہدف یزید لعین کو قتلِ امام حسین علیہ السلام سے بری ٹھہرانا ہے۔ سیدہ زینب سلام اللہ تعالی علیہا کے مزارِ پر انوار کی بحث تو ابنِ یزید نے اپنی تائید کے لیے چھیڑی۔

پس ہم کہتے ہیں کہ اگر اس بات کو مان بھی لیا جائے کہ دمشق میں موجود سیدہ زینب سلام اللہ تعالی علیہا کی جانب منسوب مزار پر انوار در حقیقت

سیدہ زینب کبری سلام اللہ تعالی علیہا ہی کا مزار ہے۔ جب بھی یزید لعین کی براءت کیسے ثابت ہو گی؟؟؟

یزید ملعون نے تخت پہ بیٹھتے ہی جب پہلا خط مدینہ مشرفہ لکھا تھا، اسی میں سیدنا امام حسین کو شہید کرنے کا حکم جاری کر دیا تھا۔ اور پھر دوسرا خط لکھا جس میں والیٔ مدینہ کو تاکیدا کہا کہ جواب کے ساتھ امام حسین کا سر کاٹ کر بھیجو۔ اس کی قدرے تفصیل راقم الحروف کے رسالہ "قاتلِ ابنِ رسول ﷺ" میں ملاحظہ کی جا سکتی ہے۔

پس اگر بالفرض یہ بات ثابت بھی ہو جائے کہ سیدہ زینب کبری سلام اللہ تعالی علیہا کا مزارِ پر انوار دمشق میں ہے جب بھی یہ گفتگو یزیدی ملاں کے والد یزید لعین کی براءت پہ دلیل نہیں بنتی۔

دوسری گزارش:

۲: اگر یہ بات ثابت ہو جائے کہ سیدہ زینب سلام اللہ تعالی علیہا کا مزارِ اقدس دمشق میں ہے۔ تو یزیدی ملاں کا دعوی تو یہ ہے کہ:

سیدہ زینب سلام اللہ تعالی علیہا نے اپنی باقی حیاتِ مبارکہ یزید لعین کے خانہ ملعونہ میں گزاری۔

راقم الحروف یزید لعین کی ساری ذریت کو چیلنج کر کے کہتا ہے کہ: اگر

تمہارے اندر تمہارے باپ یزید لعین کے لیے ذرہ بھر بھی غیرت ہے تو سارے مل کر اس بکواس دعوی کو ثابت کر دکھاؤ۔۔۔!!!

ابنِ یزید منبر پہ بیٹھ کر ایک سال کی مہلت کی بات کر رہا تھا۔ راقم تمام یزیدیوں کو، چاہے وہ غلام خانیت کے روپ میں ہوں یا کسی دوسرے بھیس میں۔ انہیں دس سال کی مہلت دیتا ہے۔ اگر ابنائے یزید کے اندر علم نام کی کوئی چیز ہے تو اس بکواس دعوی کو دلائل کی روشنی میں ثابت کر دکھائیں کہ:

سیدہ زینب سلام اللہ تعالی علیہا نے معرکۂِ کربلا کے بعد اپنی باقی حیاتِ مبارکہ لعین یزید کے خانہ ملعونہ میں گزاری۔۔۔!!!

تیسری گزارش:

۳: یزیدی ملاں نے اپنی خرافات میں یہ بھی کہا کہ سیدہ زینب سلام اللہ تعالی علیہا کا مزارِ اقدس اموی قبرستان میں ہے۔

میں کہتا ہوں: جھوٹوں پر اللہ سبحانہ وتعالی کی لعنت!

اگر یہ بات ثابت ہو بھی جائے کہ دمشق میں موجود سیدہ زینب سلام اللہ تعالی علیہا کی جانب منسوب مزارِ پر انوار واقعی سیدہ زینب کبری کا مزارِ اقدس ہے۔ جب بھی یہ بات سراسر بکواس ہے کہ وہ مزارِ اقدس اموی قبرستان میں ہے۔

دمشق کا وہ مزار پر انوار جو سیدہ زینب سلام اللہ تعالی علیہا کی جانب منسوب ہے، اس میں اور یزید لعین اور دیگر اموی ملوک کی قبروں کے درمیان مختصر ترین رستے سے جانے کے لیے بھی تقریبا ساڑھے نو کلومیٹر کا فاصلہ ہے۔ جبکہ دوسرا رستہ ۱۵ کلومیٹر طویل ہے۔ تصدیق کے لیے گوگل میپ کے ان اسکرین شاٹس کو ملاحظہ کیا جاسکتا ہے:
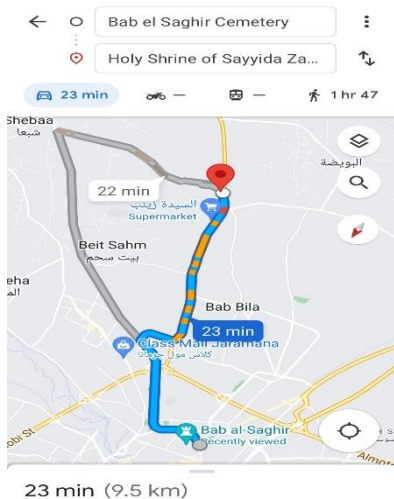
چوتھی گزارش:

۴: اس سلسلے میں چوتھی اور اہم بات یہ ہے کہ:

دمشق میں موجود سیدہ زینب کی جانب منسوب مزار کے بارے میں یہ بات پایہ ثبوت تک نہیں پہنچتی کہ یہ مزارِ پر انوار سیدہ زینب کبری ہی کا ہے۔

ابنِ جبیر کی رائے

ادیب ورحالہ ابو الحسین ابنِ جبیر متوفی ۶۱۴ھ اپنے سفر دمشق کے احوال کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ومن مشاهد أهل البيت، رضي الله عنهم: مشهد أم كلثوم ابنة عليّ بن أبي طالب، رضي الله عنهما، ويقال لها زينب الصغرى، وأم كلثوم، كنية أوقعها عليها النبي، صلى الله عليه وسلم، لشبهها بابنته ام كلثوم، رضي الله عنها، والله أعلم بذلك، ومشهدها الكريم بقرية قبليّ البلد تعرف براوية على مقدار فرسخ، وعليه مسجد كبير، وخارجه مساكن، وله أوقاف، وأهل هذه الجهات يعرفونه بقبر الست أم كلثوم، مشينا اليه وبتنا به وتبرّكنا برؤيته، نفعنا الله بذلك

اور اہلِ بیت رضی اللہ تعالی عنہم کے مزارات میں سے سیدہ ام کلثوم بنت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالی عنہما کا مزارِ پر انوار ہے اور انہیں زینبِ صغری کہا جاتا ہے۔ اور امّ کلثوم وہ کنیت ہے جو نبی ﷺ نے اپنی لختِ جگر سیدہ ام کلثوم رضی اللہ تعالی عنہا سے مشابہت کے سبب ان پہ رکھی۔ اور اللہ سبحانہ وتعالی اس کو بہتر جاننے والا ہے۔ آپ کا مزارِ اقدس شہر کی جانبِ قبلہ ایک قریہ میں ہے جو "راویہ" کے نام سے معروف ہے۔ ایک فرسخ (۵۵۴۴ میٹر) کی

مسافت پہ ہے۔ اس پہ ایک بڑی مسجد ہے اور اس کے باہر رہائشیں ہیں اور اس کے اوقاف ہیں۔ اور ان علاقوں والے اسے سیدہ امِ کلثوم کے مزار سے پہچانتے ہیں۔ ہم اس مزارِ اقدس پہ چل کر گئے اور وہاں رات رکے اور اس کی زیارت سے برکت حاصل کی۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہمیں اس سے نفع بخشے۔

(رحلتِ ابنِ جبیر ص ۲۲۸)

ابو الحسین ابنِ جبیر کی دمشق آمد ربیع الثانی ۵۸۰ھ میں ہوئی۔ آپ نے سیدہ زینب سلام اللہ تعالیٰ علیہا کی جانب منسوب مزارِ اقدس کے بارے میں تصریح کی کہ یہ مزارِ اقدس سیدہ امِ کلثوم کا ہے اور ان علاقوں کے لوگ اس مزارِ اقدس کو سیدہ ام کلثوم ہی کے نام سے پہچانتے تھے۔

اہلِ علم نے تصریح کی کہ اشتباہ کی وجہ سیدہ ام کلثوم کے نام کے بارے میں اختلافِ علماء ہے۔ ایک رائے کے مطابق سیدہ ام کلثوم کا نامِ نامی "زینب" تھا۔ اور یہیں سے سمجھا گیا کہ یہ مزارِ اقدس سیدہ زینبِ کبری سلام اللہ تعالیٰ علیہا کا ہے۔ لیکن ابنِ جبیر متوفی ۶۱۴ھ نے صاف لفظوں میں نشاندہی کر دی کہ:

ویقال لها زینب الصغری

یعنی صاحبۂ مزار کو زینبِ صغری کہا جاتا ہے۔

بنابریں یہ مزارِ پر انوار سیدہ ام کلثوم سلام اللہ تعالی علیہا کا ہوا نہ کہ سیدہ زینبِ کبری سلام اللہ تعالی علیہا کا۔ اشتباہ کی وجہ "زینب" نام کا اشتراک بنا۔

ابنِ بطوطہ کی رائے

اسی سے ملتی جلتی گفتگو ابنِ بطوطہ متوفی ۷۷۹ھ نے اپنے سفر کے دوران دمشق کے احوال اور مزارات کا تذکرہ کرتے ہوئے کی۔ لکھتے ہیں:

وبقرية قبلى البلد وعلى فرسخ منها مشهد أم كلثوم بنت علي بن أبي طالب من فاطمة عليهم السلام، ويقال إن اسمها زينب

شہر کی جانبِ قبلہ ایک قریہ میں، شہر سے ایک فرسخ (تقریبا ساڑھے پانچ کلومیٹر) پہ مولا علی علیہ السلام کی سیدہ فاطمہ سلام اللہ تعالی علیہا سے بیٹی سیدہ ام کلثوم کا مزارِ اقدس ہے۔ اور کہا جاتا ہے کہ آپ کا نام زینب تھا۔

(رحلتِ ابنِ بطوطہ ۱/۳۲۳)

ابنِ بطوطہ کی گفتگو سے بآسانی سمجھا جا سکتا ہے کہ ابنِ بطوطہ کو اس مزارِ اقدس کے مزارِ سیدہ ام کلثوم ہونے پر جزم تھا لیکن صاحبۂ مزار کے اسمِ گرامی کے بارے میں تردد تھا۔ اس لیے کہا:

ويقال إن اسمها زينب

یعنی کہا جاتا ہے کہ آپ کا نامِ مبارک زینب تھا۔

اور اس تردد کی وجہ وہی ہے جو ہم نے سطورِ بالا میں بیان کی کہ سیدہ امِ کلثوم سلام اللہ تعالیٰ علیہا کے نامِ نامی کے بارے میں اہلِ علم کے بیچ اختلاف ہوا ہے۔ پھر یہی اختلاف اس اشتباہ کا سبب بنا کہ شاید دمشق کا مزارِ اقدس سیدہ زینبِ کبریٰ کا مزارِ پر انوار ہے۔ حالانکہ صدیوں پرانے اہلِ علم کی تصریح کے مطابق وہ مزارِ اقدس سیدہ ام کلثوم سلام اللہ تعالیٰ علیہا کا ہے۔

ابوالحسن ہروی کی رائے

معروف تاریخ دان ابوالحسن ہروی متوفی ۶۱۱ھ کے الفاظ بھی اسی امر کی نشاندہی کرتے ہیں۔ لکھتے ہیں:

راوية: قرية من أعمالها بها قبر أم كلثوم

راویہ: مضافاتِ دمشق سے ایک قریہ ہے۔ وہاں سیدہ امِ کلثوم سلام اللہ تعالیٰ علیہا کی قبرِ انور ہے۔

(الاشارات الی معرفۃ الزیارات ص ۲۱)

ایک اور انکشاف

دمشق میں موجود سیدہ زینب کی جانب منسوب مزارِ اقدس کے سیدہ زینبِ کبریٰ کا مزار نہ ہونے کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ:

چار پانچ دہائیاں پہلے جب مزارِ اقدس کی تعمیرِ نو کی خاطر کھدائی کی

گئی۔ اس دوران جب قبرِ انور تک رسائی ہوئی تو اس پہ ایک چٹان پہ یہ عبارت کندہ ملی:

هذا قبر زينب الصغرى المكنّاة بام كلثوم ابنت علي بن ابي طالب امّها فاطمة البتول سيّدة نساء العالمين ابنت سيّد المرسلين محمد خاتم النبيين صلّى الله عليه وسلم

یعنی یہ سیدہ زینب صغری کی قبر ہے۔ جن کی کنیت ام کلثوم بنت علی بن ابی طالب۔ آپ کی والدہ ماجدہ سیدہ فاطمہ بتول سیدۃ نساء العالمین۔ سید المرسلین سیدنا محمد خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی لختِ جگر ہیں۔

اس چٹان کی تصویر کچھ اس طرح ہے:
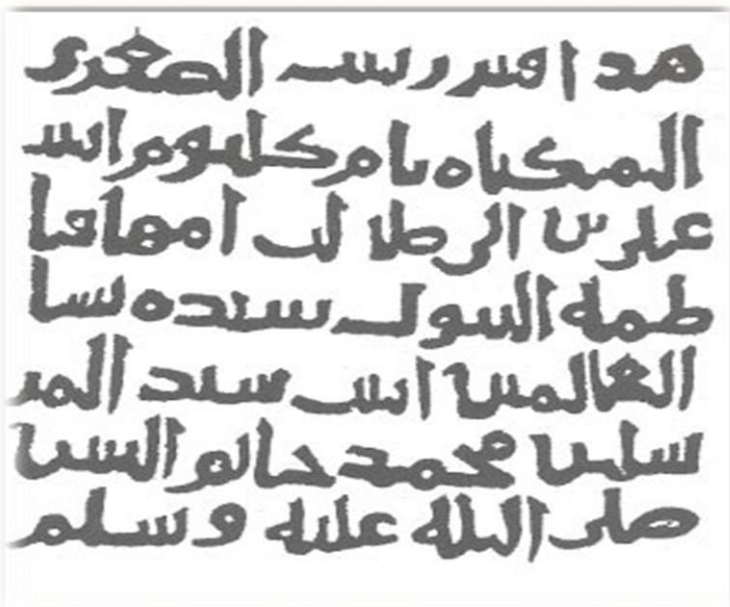
مرکزِ تجلیات

یہاں اس بات کا ذکر ضروری سمجھتا ہوں کہ:

دمشق کا مزارِ اقدس سیدہ زینبِ کبری کا ہو یا سیدہ زینبِ صغری کا۔ بہر صورت وہ منبعِ انوار اور مجمعِ فیوض و برکات ہے۔

ہمیں اس مزارِ اقدس کی عظمت پہ کوئی کلام نہیں۔ ہم تو صرف ان یزیدی ملاؤں کی حقیقت آشکار کرنا چاہتے ہیں جو محض اس مزارِ اقدس کی نسبت سیدہ زینبِ کبری سلام اللہ تعالی علیہا کی جانب کر کے اپنے والد یزید لعین کو کلین چٹ دینے کے درپے ہیں۔

لیکن ان شاء اللہ سبحانہ و تعالی تا صبحِ قیامت یزیدی ذریت اپنے باپ کے چہرے سے کفر اور لعنت کا بدنما داغ مٹانے میں کامیاب نہیں ہو سکتی۔

★★★★★★★★★★★★★★★★★★★★★★★★★★★★★

۲

ابنِ یزید کا دوسرا دعوی

یزیدی ملاں باوجود کوشش کے رسول اللہ ﷺ کی نواسی سلام اللہ تعالی علیہا کے خلاف بغض کو چھپا نہ سکا۔ دورانِ گفتگو سیدہ زینب سلام اللہ تعالی علیہا کے شوہر حضرت عبد اللہ بن جعفر کا ذکر کرتے ہوئے بکنے لگا:

انہوں نے زینب کو طلاق دے دی تھی۔

اور پھر ایک بار پہ اکتفاء نہیں کیا۔ دوبارہ تاکیداً کہا:

انہوں نے زینب کو طلاق دے دی۔

یزیدی ملاں کے یہ جملے اس قسم کے ملاؤں کے دل کی حقیقت آشکار کرنے کے لیے کافی ہیں۔ یزیدی ملاں کا تقریباً سات منٹ کا ویڈیو کلپ اب بھی انٹرنیٹ پر موجود ہے۔ اسے مکمل سنا جا سکتا ہے۔ اس کی مکمل گفتگو کو سن کر کوئی بھی شخص یقین سے کہہ سکتا ہے کہ مذکورہ بالا جملہ کہنے کی کوئی وجہ نہیں بنتی۔

کیونکہ یزیدی ملاں اپنے باپ کی مدح سرائی میں مصروف تھا اور یہ باور کروانا چاہ رہا تھا کہ یزید لعین قتلِ سیدنا امام حسین علیہ السلام کا ذمہ دار نہیں۔ اس گفتگو کے دوران بلا سیاق و سباق یہ کہنا کہ:

حضرت عبد اللہ بن جعفر نے سیدہ زینب کو طلاق دے دی تھی۔

یہ جملہ کہنے کی کوئی تک نہیں بنتی۔

لیکن جو لوگ یزیدیوں کے مزاج کو جانتے ہیں وہ سمجھ سکتے ہیں کہ یہ جملہ در حقیقت سیدہ زینب سلام اللہ تعالی علیہا کے خلاف تعریض ہے۔ یزیدی لعنتی اس قسم کے جملوں سے باور کروانا چاہتے ہیں کہ سیدہ زینب سلام اللہ تعالی علیہا کے شوہر حضرت عبد اللہ بن جعفر سیدہ زینب علیہا السلام کے اپنے بھائی سیدنا امام حسین کی ہمراہی میں سفر پر راضی نہ تھے۔ اور ان کے اختلافات اس حد تک پہنچ گئے تھے کہ حضرت عبد اللہ بن جعفر نے (معاذ اللہ) سیدہ زینب سلام اللہ تعای علیہا کو طلاق دے دی تھی۔

چونکہ یزیدیوں کا باپ خود طلاق یافتہ ماں کی پیداوار ہے اور یزیدی اپنے باپ کے ماتھے پہ لگے کالک کے اس ٹیکے کو دھونے میں ناکام ہیں۔ لہذا اپنی سبکی کو کم کرنے کی خاطر شریفات کے بارے میں بکواس کرتے پھر رہے ہیں۔ لیکن جیسے ابنِ یزید اپنی دیگر بکواسات کو ثابت کرنے سے قاصر ہے یونہی وہ اور اس کے ہمنوا تا قیامت اس بکواس کو بھی درست ثابت نہیں کر سکتے۔

بیٹوں کی شہادت پہ
عبداللہ بن جعفر کا ردعمل

یزیدی ذریت کبھی بھی یہ بات ثابت نہیں کر سکتی کہ امام حسین علیہ

السلام کی ہمراہی میں سفر کی بنیاد پر حضرت عبد اللہ بن جعفر اور سیدہ زینب سلام اللہ تعالی علیہا کے درمیان ناراضگی اس قدر بڑھی ہو کہ طلاق کی نوبت آگئی۔ مَا يَكُونُ لَنَا أَنْ نَتَكَلَّمَ بِهَذَا سُبْحَانَكَ هَذَا بُهْتَانٌ عَظِيمٌ

لیکن اربابِ تاریخ نے واشگاف الفاظ میں لکھا ہے کہ جب حضرت عبد اللہ بن جعفر کو اپنے دو بیٹوں کی شہادت کی اطلاع ملی تو آپ کو اس پہ قطعا کوئی پشیمانی نہ ہوئی۔ بلکہ اس بات کو اپنے لیے اعزاز سمجھا کہ اگر میں خود امام حسین کے ساتھ کھڑا ہونے سے قاصر رہا تو کم از کم میرے بیٹوں نے امام حسین علیہ السلام کے سامنے جاں وار کر میرا قرض چُکا دیا ہے۔

ابنِ جریر طبری متوفی ۳۱۰ھ کہتے ہیں کہ جب حضرت عبد اللہ بن جعفر کو اپنے دو بیٹوں کی سیدنا امام حسین علیہ السلام کی معیت میں شہادت کی اطلاع ملی تو آپ کا ایک غلام آپ کے پاس تعزیت کے لیے آیا۔ دوسرے لوگ بھی تعزیت کر رہے تھے۔ غلام بولا:

هَذَا مَا لقينا ودخل علينا من الْحُسَيْن!

یہ جس کا ہمیں سامنا کرنا پڑا اور ہم پہ آن پہنچا وہ (سیدنا امام) حسین کی وجہ سے ہے۔

جب حضرت عبد اللہ بن جعفر نے غلام کی زبانی یہ جملہ سنا تو اسے

پھینک کر جو تا مارا اور فرمایا:

يا ابن اللخناء، أللحسين تقول هَذَا! وَاللَّهِ لو شهدته لأحببت الا أفارقه حَتَّى أقتل مَعَهُ، وَاللَّهِ إنه لمما يسخي بنفسي عنهما، ويهون علي المصاب بهما، أنهما أصيبا مع أخي وابن عمي مواسيين لَهُ، صابرين مَعَهُ

اے بدبودار کے بیٹے! کیا (امام) حسین کے لیے ایسی بات کر رہے ہو؟

اللہ کی قسم! اگر میں ان کے ساتھ ہوتا تو یہی چاہتا کہ جب تک ان کے ساتھ شہید نہ ہو جاؤں ان کا ساتھ نہ چھوڑوں۔

اللہ کی قسم! بے شک حسین وہ ہیں جنہوں نے مجھے میرے دونوں بیٹوں سے دوری پر آمادہ کر دیا ہے اور مجھ پر ان دونوں کی مصیبت کو ہلکا کر دیا ہے۔ بے شک وہ دونوں میرے بھائی اور میرے چچا کے بیٹے کے ساتھ ان کے ساتھ ہمدردی کرتے ہوئے، ان کے ساتھ صبر کرتے ہوئے شہید ہوئے۔

یہ کہنے کے بعد حاضرین کی جانب متوجہ ہو کر کہنے لگے:

إِنْ لَمْ تَكُنْ آسَتِ الْحُسَيْنَ يَدِي فَقَدْ آسَاهُ وَلَدِي

اگر میرا ہاتھ امام حسین علیہ السلام کی مواسات سے قاصر رہا تو تحقیق میرے بچوں نے ان کے ساتھ ہمدردی نبھالی۔

(تاریخ طبری ۵/۴۶۶)

ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ نے بھی اس واقعہ کو نقل کیا۔

(الکامل فی التاریخ ۳/ ۱۹۲)

ایک طرف عبد اللہ بن جعفر امام حسین کی ہمراہی میں اپنے بیٹوں کی شہادت کی خبر ملنے پر فخر محسوس کرتے ہیں کہ اگر میں خود حسینی مشن میں کردار نہیں ادا کر سکا تو کم از کم میرے بیٹے تو امام حسین کے مشن کی خاطر اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرنے میں کامیاب ہوئے ہیں۔ اور دوسری طرف یزیدی اپنے باپ کو بچانے کی خاطر خانوادۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہی انگلیاں اٹھانے لگ جاتے ہیں کہ عبد اللہ بن جعفر امام حسین کے سفر سے راضی نہیں تھے وغیرہ وغیرہ۔

انگلی کس پہ اٹھے گی؟

یزیدی بچے شاید اس بات کو بھول جاتے ہیں کہ:

بالفرض اگر یہ بات ثابت ہو جائے کہ حضرت عبد اللہ بن جعفر کی جانب سے امام حسین کی مخالفت کی گئی تھی تو اس سے امام حسین علیہ السلام کی عظمت و شان میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ جیسے دوسرے بہت سے لوگوں کی مخالفت سے امام حسین کی عظمت پہ کوئی داغ نہ آیا اور نہ آئے گا۔

ہاں! اگر ایسا ثابت ہو جائے تو یہ حضرت عبد اللہ بن جعفر کے شایانِ شان نہ ہو گا۔ کیونکہ سچ کو کوئی ضرورت نہیں کہ کوئی اس کے ساتھ کھڑا ہو۔

لوگوں کو ضرورت ہے کہ وہ سچ کا ساتھ دیں تا کہ دنیاوآخرت میں معزز ہوں۔

اور بحمدہ تعالی حضرت عبد اللہ بن جعفر کے بارے میں ہرگز ثابت نہیں کہ انہوں نے سیدنا امام حسین کی مخالفت کی ہو۔یزیدی ذریت فقط اپنے باپ کے لیے نرم گوشے نکالنے کی خاطر ایسی باتیں گھڑتی رہتی ہے۔

یزید کے بیٹے کا
سب سے بڑا جھوٹ

رہا ابنِ یزید کا یہ کہنا کہ حضرت عبد اللہ بن جعفر نے سیدہ زینب سلام اللہ تعالی علیہا کو معاذ اللہ طلاق دے دی تھی۔تو یہ ایک ایسا جھوٹ ہے کہ یزید کی ساری اولاد مل کر بھی اس جھوٹ کو درست ثابت نہیں کر سکتی۔

بیسیوں اہلِ علم نے جہاں سیدہ زینب سلام اللہ تعالی علیہا کا حضرت عبد اللہ بن جعفر سے نکاح ذکر کیا، وہیں اس بات کی تصریح بھی کی کہ سیدہ زینب کا وصال حضرت عبد اللہ بن جعفر ہی کے پاس، انہی کی زوجیت میں ہوا۔اس سلسلے میں علمائے اسلام کی تصریحات اس قدر کثرت سے ہیں کہ سب کو شمار کرنا دشوار ہے۔ قارئین کے اطمینان کے لیے یہاں صرف چند حوالوں پہ اکتفا کیا جاتا ہے۔ لیکن امید کرتا ہوں کہ یہ چند حوالے بھی یزید کے بیٹوں کے تابوت میں آخری کیل کا کردار ادا کریں گے۔

- محمد بن احمد دولابی متوفی ۳۱۰ھ سیدہ زینبِ کبری کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

فَأَمَّا زَيْنَبُ بِنْتُ عَلِيٍّ فَتَزَوَّجَهَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَعْفَرٍ فَمَاتَتْ عِنْدَهُ

بہر حال سیدہ زینب بنت امام علی تو ان سے حضرت عبد اللہ بن جعفر نے نکاح کیا۔ اور حضرت زینب کا وصال عبد اللہ بن جعفر ہی کے پاس ہوا۔

(الذریۃ الطاہرہ للدولابی ص ۶۲، ۱۱۹)

- محدث ابو بکر آجری متوفی ۳۶۰ھ لکھتے ہیں:

فَأَمَّا زَيْنَبُ ابْنَةُ فَاطِمَةَ فَتَزَوَّجَهَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَعْفَرٍ رضي الله عنهما ، وَمَاتَتْ عِنْدَهُ

رہیں سیدہ زینب بنت فاطمہ سلام اللہ تعالی علیہما تو آپ سے حضرت عبد اللہ بن جعفر نے نکاح کیا اور آپ کا وصال عبد اللہ بن جعفر ہی کے پاس ہوا۔

(الشریعۃ للآجری ۵/ ۲۱۹۲)

- امام ابو بکر بیہقی متوفی ۴۵۸ھ نے اپنی ایک سے زائد کتب میں اسی بات کی صراحت کی۔ فرماتے ہیں:

فَأَمَّا زَيْنَبُ فَتَزَوَّجَهَا عَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرٍ فَمَاتَتْ عِنْدَهُ

پس سیدہ زینب سے عبد اللہ بن جعفر نے نکاح کیا۔ تو حضرت زینب نے عبد

اللہ بن جعفر ہی کے ہاں وصال فرمایا۔

(دلائل النبوۃ للبیہقی ۷/ ۲۸۳، السنن الکبری للبیہقی ۷/ ۱۱۲)

- ابو القاسم ابنِ عساکر متوفی ۵۷۱ھ نے بھی ایک سے زائد بار انہی الفاظ کی تصریح کی۔ تاریخِ دمشق کی تیسری جلد میں کہا:

وأما زينب فتزوجها عبد الله بن جعفر فماتت وقال ابن منده وماتت عنده

بہر حال حضرت زینب تو ان سے حضرت عبد اللہ بن جعفر نے نکاح کیا پھر حضرت زینب کا وصال ہو گیا۔ اور ابنِ مندہ نے کہا: حضرت زینب کا عبد اللہ بن جعفر کے پاس وصال ہوا۔

(تاریخِ دمشق ۳/ ۱۷۹)

انہترویں جلد میں کہا:

فأما زينب فتزوجها عبد الله بن جعفر فماتت عنده

بہر حال سیدہ زینب تو آپ سے حضرت عبد اللہ بن جعفر نے نکاح کیا تو حضرت زینب سلام اللہ تعالی علیہا کا عبد اللہ بن جعفر ہی کے پاس وصال ہوا۔

(تاریخِ دمشق ۶۹/ ۱۷۶)

- علامہ ابنِ جوزی متوفی ۵۹۷ھ نے اپنی کئی ایک کتب میں اسی بات کی

صراحت کی۔ کشف المشکل میں کہتے ہیں:

فَتزَوج زَيْنَب عبد الله بن جَعْفَر، فَولدت لَهُ عبد الله وعونا، وَمَاتَتْ عِنْده

پس سیدہ زینب سے حضرت عبد اللہ بن جعفر نے نکاح کیا تو ان کے ہاں حضرت زینب کے بیٹے عبد اللہ اور عون کی ولادت ہوئی۔ اور سیدہ زینب کا وصال حضرت عبد اللہ ہی کے پاس ہوا۔

(کشف المشکل من حدیث الصحیحین ۱/۱۲۱)

- تلقیح فہوم اہل الاثر میں کہا:

فَتزَوج زَيْنَب عبد الله بن جَعْفَر فَولدت لَهُ عبد الله وعونا وَمَاتَتْ عَنهُ

پس حضرت زینب سے جناب عبد اللہ بن جعفر نے نکاح کیا تو آپ سلام اللہ تعالیٰ علیہا کے بطن سے عبد اللہ بن جعفر کے بیٹے عبد اللہ اور عون کی ولادت ہوئی اور حضرت زینب جناب عبد اللہ بن جعفر کے ہوتے ہوئے وصال فرما گئیں۔

(تلقیح فہوم اہل الاثر ص ۳۰)

- صفۃ الصفوہ میں ہے:

فتزوج زينب عبد الله بن جعفر فولدت له عبد الله وعوناً وماتت عنده

پس سیدہ زینب سے حضرت عبد اللہ بن جعفر نے نکاح کیا تو سیدہ زینب کے بطن سے ان کے بیٹے عبد اللہ اور عون کی ولادت ہوئی اور حضرت زینب سلام اللہ تعالیٰ علیہا عبد اللہ بن جعفر کے پاس وصال فرما گئیں۔

(صفۃ الصفوۃ ۱/۳۰۸)

- علامہ ابنِ جوزی نے یہی گفتگو المجتبی من المجتنی میں بھی کی۔

(المجتبی من المجتنی ص۶۶)

- سبطِ ابن جوزی شمس الدین قزاوغلی متوفی ۶۵۴ھ نے بھی انہی الفاظ کی تصریح کی۔ لکھتے ہیں:

فتزوّج زينب عبد الله بن جعفر بن أبي طالبٍ، فولدت له عبد الله وعونًا، وماتت عنده

پس سیدہ زینب سے حضرت عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالب نے نکاح کیا تو سیدہ زینب کے بطن سے عبد اللہ بن جعفر کے بیٹے عبد اللہ اور عون کی پیدائش ہوئی اور سیدہ زینب کا عبد اللہ بن جعفر کے پاس وصال ہوا۔

(مرآۃ الزمان فی تواریخ الاعیان ۵/۶۱)

- محب الدین طبری متوفی ۶۹۴ھ نے بھی اپنی ایک سے زائد تصانیف میں

اسی امر کی تصریح کی۔ لکھتے ہیں:

تزوج زينب بنت على عبد الله بن جعفر فماتت عنده

حضرت زینب بنت امام علی سے حضرت عبد اللہ بن جعفر نے نکاح کیا تو انہی کے پاس آپ سلام اللہ تعالیٰ علیہا کا وصال ہوا۔

(خلاصۃ سیر سید البشر ص ۱۳۹، ذخائر العقبیٰ فی مناقب ذوی القربیٰ ص ۱۶۷)

- شہاب الدین نویری متوفی ۷۳۳ھ نے بھی اسی بات کی تصریح کی:

وتزوج زينب عبد الله بن جعفر فماتت عنده

اور حضرت زینب سے عبد اللہ بن جعفر نے نکاح کیا۔ پس حضرت زینب کا انہیں کے پاس وصال ہوا۔

(نہایۃ الارب فی فنون الادب ۱۸/ ۲۱۴)

- حافظ شمس الدین ذہبی متوفی ۷۴۷ھ نے بھی اسی کی تصریح کی:

فَأَمَّا زَيْنَبُ فَتَزَوَّجَهَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَعْفَرٍ، فَتُوُفِّيَتْ عِنْدَهَ

رہیں سیدہ زینب تو ان سے حضرت عبد اللہ بن جعفر نے نکاح کیا۔ پس سیدہ زینب کا وصال انہی کے پاس ہوا۔

(تاریخ الاسلام ۳/ ۴۵)

- ابو محمد مرجانی متوفی بعد ۷۷۰ھ کے الفاظ بھی ایسے ہی ہیں۔ کہتے ہیں:

وتزوج زينب بنت فاطمة: عبد الله بن جعفر، فماتت عنده

اور سیدہ زینب بنت سیدہ فاطمہ سلام اللہ تعالی علیہا سے عبد اللہ بن جعفر نے نکاح کیا تو سیدہ زینب کا وصال عبد اللہ بن جعفر کے پاس ہوا۔

(بہجۃ النفوس والاسرار ۲/۱۰۰۹)

- حافظ ابنِ کثیر دمشقی متوفی ۷۷۴ھ لکھتے ہیں:

وَقَدْ تَزَوَّجَ زَيْنَبَ هَذِهِ ابْنُ عَمِّهَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَعْفَرٍ، فَوَلَدَتْ لَهُ عَلِيًّا وَعَوْنًا، وَمَاتَتْ عِنْدَهُ

ان زینب سلام اللہ تعالی علیہا سے آپ کے چچا کے بیٹے عبد اللہ بن جعفر نے نکاح کیا تو آپ سلام اللہ تعالی علیہا کے بطن سے ان کے بیٹے عبد اللہ اور عون کی ولادت ہوئی۔ اور سیدہ زینب کا وصال عبد اللہ بن جعفر کے پاس ہوا۔

(البدایۃ والنہایۃ ۸/ ۲۰۵، ۲۴۴)

- محمد بن یوسف صالحی شامی متوفی ۹۴۲ھ لکھتے ہیں:

وتزوجت زينب بنت فاطمة- رضي الله تعالى عنها- عبد الله بن جعفر- رضي الله تعالى عنهما- فماتت عنده

اور سیدہ زینب بنت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا کا نکاح عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ تعالی عنہما سے ہوا پھر سیدہ زینب کا وصال انہی کے پاس ہوا۔

(سبل الہدی والرشاد ۱۱/۵۱)

- حسین بن محمد دیار بکری متوفی ۹۶۶ھ لکھتے ہیں:

زينب الكبرى عن ابن شهاب قال تزوّج زينب بنت على عبد الله بن جعفر فماتت عنده

زینب کبری۔ ابنِ شہاب سے مروی ہے کہ آپ نے کہا: سیدہ زینب بنت امام علی سے حضرت عبد اللہ بن جعفر طیار نے نکاح کیا۔ پھر سیدہ زینب کا وصال عبد اللہ بن جعفر ہی کے پاس ہوا۔

(تاریخ الخمیس ۲/ ۲۸۴)

- مؤرخ عبد الملک بن حسین عصامی متوفی ۱۱۱۱ھ لکھتے ہیں:

وَتَزَوَّجت زَيْنَب بنت فَاطِمَة ابْن عَمها عبد الله بن جَعْفَر بن أبي طَالب وَمَاتَتْ عِنْده

اور سیدہ زینب بنت سیدہ فاطمہ کا نکاح ان کے چچا کے بیٹے عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالب سے ہوا اور انہی کے ہاں آپ کا وصال ہوا۔

(سمط النجوم العوالی ۱/ ۵۳۰)

قارئینِ کرام!

ایک جانب اہلِسنت کی صدہا کتب صاف لفظوں میں بتا رہی ہیں کہ سیدہ زینب سلام اللہ تعالی علیہا کا وصال حضرت عبد اللہ بن جعفر ہی کے پاس ہوا۔ اور

دوسری جانب یزید کے چند بیٹے بغیر کسی دلیل کے بکے جارہے ہیں کہ سیدہ زینب سلام اللہ تعالی علیہا کو حضرت عبد اللہ بن جعفر نے (معاذ اللہ تعالی) طلاق دے دی تھی۔

سچ یہ ہے کہ یزید کی ذریت کے مقدر میں ہی بد بختی ہے ورنہ کوئی بھی دانشمند اہلِ سنت کے اکابر کی اس قدر تصریحات کے ہوتے ہوئے ایسی بات کا تصور بھی نہیں کر سکتا جو بات یزید کے بیٹے نے بر سرِ منبر منہ کے زاویے بنا بنا کر بکی ہے۔

لیکن ہم پھر بھی پوری فراخدلی سے اولادِ یزید کو دعوت دیتے ہیں کہ اگر ان میں ہمت ہے تو سیدہ زینب سلام اللہ تعالی علیہا کے بارے میں کی گئی اس بکواس کو ثابت کر کے دکھائیں۔ اور اس کے لیے ہم انہیں ایک سال کا نہیں، پورے دس سال کا وقت دیتے ہیں۔۔۔!!!

★★★★★★★★★★★★★★★★★★★★★★★★★★★★★

٣

ابنِ یزید کا تیسرا دعوی

ابنِ یزید کا تیسرا دعوی یہ ہے کہ:

عبد اللہ بن جعفر نے اپنی بیٹی ام محمد کا نکاح یزید لعین سے کروایا۔

ابنِ یزید نے یہ بھی کہا کہ جب حسینی قافلہ یزید کے دربار میں پہنچا تو یہی ام محمد روتی پیٹتی یزید کے دربار میں آگئی۔ بن یزید کے الفاظ ملاحظہ ہوں:

یہی ام محمد تھی۔ جس کو جلاء العیون نے لکھا۔ ملا باقر مجلسی نے لکھا کہ جب یہ قافلہ یزید کے دربار میں پہنچا تو ام کلثوم ننگے سر باہر نکل آئی۔ روتی ہوئی، پیٹتی ہوئی، آنسو بہاتی ہوئی۔ یزید کے دربار میں آگئی۔ یزید اپنے تخت سے اٹھا۔ اپنی بیوی ام محمد کے سر پہ چادر ڈالی۔ اور چادر ڈال کر کہا:

ابنِ زیاد نے جلدی کی ہے۔ میں حسین کے قتل پہ راضی نہیں تھا۔

اندر جاؤ اور حسین کا ماتم کرو۔

ہم اس سلسلے میں چند باتیں قارئین کے سامنے رکھنا چاہیں گے۔

پہلی بات:

بعض تذکرہ نگاروں نے یزید لعین اور حضرت عبد اللہ بن جعفر کی بیٹی کے نکاح کا بیان کیا ہے لیکن عند التحقیق یہ نکاح ثابت نہیں۔

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ:

ابنِ عساکر وغیرہ نے لکھا:

أم محمد بنت عبد الله بن جعفر بن أبي طالب ابن عبد المطلب بن هاشم بن عبد مناف كانت زوج يزيد بن معاوية

ام محمد بنت عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالب بن ہاشم بن عبد مناف، یزید بن معاویہ کی بیوی تھیں۔

(تاریخ دمشق ۷۰/۲۶۱)

اقوالِ مضطربہ ومتعارضہ

لیکن جب ان روایات کی تفصیل پہ نظر ڈالی جائے جن میں یزید لعین اور حضرت عبد اللہ بن جعفر کی بیٹی کے نکاح کا بیان ہے تو یہ روایات مضطرب اور باہم متعارض ہیں۔

صاحبِ مرآۃ الزمان لکھتے ہیں:

یزید کی بیویوں میں ام محمد بنت عبد اللہ بن جعفر بھی ہیں۔ یزید نے ان کے والد عبد اللہ بن جعفر کی جانب ان کے نکاح کا پیغام بھیجا تو حضرت عبد اللہ بن جعفر نے ان کا نکاح یزید لعین سے کر دیا۔ پھر ام محمد، یزید کی جانب سوار کر کے روانہ کی گئیں تو یزید ان کے استقبال کے لیے باہر نکلا اور یہ اشعار پڑھے:

جاءت بها دُهْم البغال وشبهُها   مُسَيَّرةً في جوف قَرٍّ مُسَتَّرِ

مُـقـابـلـةٌ بـيـن النبيِّ محمدٍ وبين عليٍّ والجواد ابن جعفرِ

مُـنـافِيَّةٌ غَرَّاءُ جادَتْ بِوُدِّها لـعـبـدٍ مُـنـافِيٍّ أَغَـرَّ مـشهَّر

(مرآۃ الزمان۸/۳۰۷)

صاحبِ مرآۃ الزمان نے جو تفصیلات یزید لعین اور ام محمد بنت عبد اللہ بن جعفر کے نکاح کے بارے میں بیان کی ہیں۔ دیگر اہلِ علم نے ان تفصیلات کو یزید لعین کے بیٹے کے نکاح کے ساتھ جوڑا ہے۔

ابنِ عساکر اپنی سند کے ساتھ مصعب بن عبد اللہ سے روایت کرتے ہیں۔ مصعب بن عبد اللہ نے کہا:

تزوج خالد بن يزيد بن معاوية زينب بنت عبد الله بن جعفر بن أبي طالب

خالد بن یزید بن معاویہ نے زینب بنت عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالب سے نکاح کیا تو اس موقع پہ کہا:

جاءت بها دهم البغال وشبهها مــقـنـعة في جوف قر مخدر

مـقـابـلـة بـين النبي محمد وبـيـن علي والحواري جعفر

منافية جادت بخالص ودها لـعـبـد مـنـافي أغـر مـشهر

(تاریخِ دمشق۶۹/۱۷۲)

اس روایت میں یزید کی جگہ اس کے بیٹے خالد کا ذکر ہے اور عبد اللہ بن جعفر کی بیٹی ام محمد کے بجائے آپ ہی کی بیٹی زینب کا نام لیا گیا ہے۔

ابنِ عساکر سے پہلے مؤرخ ونسابہ احمد بن یحیی بلاذری متوفی ۲۷۹ھ نے ان تفصیلات کو یزید کے بجائے اس کے بیٹے خالد کے ساتھ جوڑا۔ لیکن حضرت عبد اللہ بن جعفر کی بیٹی کے نام کی نشاندہی نہیں کی۔

(انساب الاشراف للبلاذری ۵/ ۳۶۰)

عبد الکریم نہشلی قیروانی متوفی ۴۰۵ھ نے بھی اس قصہ کا ذکر خالد بن یزید لعین کے نکاح کے ساتھ جوڑا ہے۔ اور انہی اشعار کا ذکر کیا ہے لیکن عبد اللہ بن جعفر کی بیٹی کا نام لبابہ بتایا ہے۔

(الممتع فی صنعۃ الشعر ص ۲۳۵، ۲۳۶)

علامہ تقی الدین مقریزی متوفی ۸۴۵ھ نے بھی اس قصہ کو یزید لعین کے بجائے اس کے بیٹے خالد بن یزید لعین کے نکاح کے ساتھ جوڑا اور ان اشعار کا ذکر کیا۔ اور حضرت عبد اللہ بن جعفر کی بیٹی کا نام ام کلثوم بیان کیا۔

(المقفی الکبیر ۳/ ۴۴۳)

مذکورہ نکاح کے منکرین

اسی اضطراب کے سبب بعض اہلِ علم نے اس قسم کے نکاح کا سرے

سے انکار کیا ہے۔ ابنِ عساکر لکھتے ہیں:

قال الزبير قال عمي مصعب بن عبد الله وسمعت من ينكر أن يكون تزوجها وينكر الشعر

زبیر کہتے ہیں کہ میرے چچا مصعب بن عبد اللہ نے کہا: اور میں نے اس شخص کو بھی سنا جس نے ابنِ یزید کے بنتِ جعفر سے نکاح کا انکار کیا اور اس شعر کا بھی انکار کیا۔

(تاریخِ دمشق ۶۹/ ۱۷۲)

اور ابنِ عساکر سے پہلے بلاذری متوفی ۲۷۹ھ نے بھی اس انکار کو بدیں الفاظ ذکر کیا:

وقد قيل: إنه لم يتزوجها وأن هذا الشعر معمول

اور تحقیق کہا گیا کہ خالد بن یزید نے حضرت عبد اللہ بن جعفر کی بیٹی سے نکاح نہیں کیا۔ اور یہ شعر گھڑے گئے ہیں۔

(انساب الاشراف للبلاذری ۵/ ۳۶۰)

حاصلِ کلام: اس طرح کے تعارض کے ہوتے ہوئے ام محمد کا نام لے کر یزید کو بچانے کی کوشش صرف لعین کے بیٹے ہی کر سکتے ہیں۔ ان کے علاوہ کوئی صاحبِ ہوش وخرد ایسی بے پر کی چھوڑنے کا حوصلہ نہیں رکھتا۔

دوسری گزارش:
جلاء العیون کے حوالہ کی حقیقت:

بابِ مدینۃ العلم سے ہٹنے والے نہ صرف جاہل ہیں بلکہ دھوکے باز بھی ہیں۔ یزیدی ملاں نے ایک جانب اپنے باپ یزید کو بچانے کی خاطر مکڑی کے جالے سے کمزور سہارا لینے کی کوشش کی تو دوسری جانب اپنی موروثی عادت پوری کرتے ہوئے سفید جھوٹ سے کام لیا اور اپنی گفتگو کو جلاء العیون سے جوڑ سامعین کو خوب اُلّو بنایا۔

یوں تو جلاء العیون میں مذکور ہونا یا نہ ہونا ہمارے لیے کوئی حجت نہیں۔ لیکن ابنائے یزید کی موروثی دروغ گوئی کی نشاندہی کے لیے اس حوالہ کی حقیقت قارئین کے سامنے رکھنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔

جلاء العیون فارسی کے صفحہ ۳۴۷، ۴۴۷ پہ ہے:

<u>وہند دختر عبد الله بن عامر</u> که در آن وقت زنِ یزید بود وپیشتر در حبالۂ امام حسین بود ، پرده را درید واز خانه بیرون دوید وبه مجلس آن ملعون آمد در وقتی کے مجمع عام بود۔ گفت: ای یزید سر مبارک فرزندِ فاطمه دختر رسول را بر در خانۂ من نصب کرده ای! یزید بر جست وجامه ای بر سر او افکند و اور را برگردانید۔

<u>عبد اللہ بن عامر کی بیٹی ہند</u> جو اس وقت یزید کی بیوی تھی اور اس سے

پہلے امام حسین علیہ السلام کی خدمت اقدس میں تھی۔ پردہ پھاڑ کر گھر سے باہر بھاگی اور اس ملعون کی مجلس میں آگئی جس وقت مجمعِ عام تھا۔ کہنے لگی: اے یزید! رسول اللہ ﷺ کی لختِ جگر سیدہ فاطمہ سلام اللہ تعالی علیہا کے فرزندِ ارجمند کا سر تونے میرے گھر کے دروازے پہ نصب کر دیا!

یزید اٹھا اور اس کے سر پر کپڑا ڈالا اور اس کو واپس بھیجا۔

(جلاء العیون ص ۷۴۳، ۷۴۴)

قارئینِ کرام!

یزیدی ملاؤں کی دھوکے بازی کا عالم دیکھیے۔ جیسے ان کے باپ دادا نے صرف اور صرف تلبیس اور دھوکے بازی کو اپنا شیوہ بنا کر رکھا، یہ ابنائے یزید بھی اپنی اسی موروثی روش کو آگے بڑھا رہے ہیں۔

جلاء العیون میں یہ واقعہ ہند نامی عورت کا ہے جو عبد اللہ بن عامر کی بیٹی تھیں۔ اور یزیدی ملاں منبر پہ بیٹھ کر باقاعدہ جلاء العیون کا حوالہ دے کر اسے عبد اللہ بن جعفر کی بیٹی ام محمد کے ساتھ جوڑ رہا ہے۔ لَعۡنَتَ اللّٰهِ عَلَى الۡكَاذِبِينَ

یزیدی ملاں نے دورانِ گفتگو کہا:

حضرت گالیاں دینا آسان ہے۔ حقائق کا سامنا کیجیے۔۔۔!!!

راقم الحروف کہتا ہے:

یزیدی ملاں!

تیری طرح منبر پہ بیٹھ کر جھوٹ بکنا بھی بہت آسان ہے۔ منبر سے اتر اور اپنی صرف سات منٹ کی گفتگو کو حقائق کے ترازو میں تول کر دکھا۔ تو تو ہر وقت بک بک کرتا رہتا ہے۔ تیرے سارے جھوٹ اور کذب بیانیاں جمع کرنے پہ آئیں تو لوگ تجھے منبر سے اتار کر جوتے مار مار کر تیرا چہرہ بگاڑ دیں۔ ہم تو تیری صرف سات منٹ کی گفتگو سے تیرے متعدد جھوٹ اور فریب آشکار کر چکے ہیں۔

تیسری گزارش:

اس سلسلے میں تیسری گزارش یہ ہے کہ اگر یہ بات مان لی جائے کہ عبد اللہ بن جعفر نے اپنی بیٹی ام محمد کا نکاح یزید لعین سے کروایا تھا۔ تو یزیدی ملاں کو بھی یہ بات تسلیم ہے کہ یہ نکاح معرکہ کربلا سے پہلے کا ہے۔ کیونکہ یزیدی ملاں کا کہنا ہے کہ معرکہ کربلا کے بعد جب حسینی قافلہ دمشق پہنچا تو ام محمد بنت عبد اللہ بن جعفر روتی پیٹتی باہر آ گئیں۔ تو ظاہر ہے کہ یزیدی ملاں اس فرضی نکاح کو معرکہ کربلا سے پہلے مان رہا ہے۔

پس اگر معرکہ کربلا سے پہلے عبد اللہ بن جعفر نے یزید لعین کو اپنی بیٹی کا رشتہ دے دیا ہو تو:

کیا اس سے یزید لعین قتلِ امام حسین سے بری ہو جائے گا؟

یا یہ فرضی نکاح معرکۂ کربلا کے بعد بھی عبد اللہ بن جعفر کی یزید لعین سے ہمدردی کی دلیل بن سکتا ہے؟

کہتے ہیں کہ جہالت کے سر پر سینگ ہوتے ہیں لیکن میں کہتا ہوں کہ یزید کے بیٹے سینگوں کے بغیر بھی ابو جہل ہوتے ہیں۔

چوتھی گزارش:

ہمیں یزیدی ذریت سے نہ تو انصاف کی امید اور نہ ہی عقل کی۔ ہم صرف منصف مزاج اربابِ علم و دانش سے پوچھنا چاہیں گے کہ:

اگر اس بات کو مان لیا جائے کہ حضرت عبد اللہ بن جعفر نے یزید لعین جیسے کافر کے ساتھ اپنی بیٹی کی شادی کروادی۔ تو یہ اعتراض حضرت عبد اللہ بن جعفر پر بنے گا یا سیدنا امام حسین و سیدہ زینب کبری علیہما السلام پہ؟؟؟

ہم حضرت عبد اللہ بن جعفر طیار رضی اللہ تعالی عنہما کو یزید لعین کی ہمدردی سے مکمل بری سمجھتے ہیں۔ آپ تو وہ شخص ہیں جنہوں نے حسینی مشن میں اپنے دو بیٹوں کی قربانی کو اپنے لیے اعزاز شمار کیا۔

لیکن ہم یہاں برملا یہ بات کہنا چاہیں گے کہ:

امام حسین کو کسی کی ضرورت نہیں تھی کہ کوئی ان کے ساتھ کھڑا ہو۔

ہاں! دوسروں کو ضرورت تھی کہ وہ امام حسین کے ساتھ کھڑے ہوں۔ جو شخص سیدنا امام حسین سے دور ہٹا، سوالیہ نشان اس کے کردار پہ بنتا ہے۔ امام حسین کی شخصیت پہ کوئی سوالیہ نشان نہیں کہ فلاں فلاں امام حسین کے ساتھ کیوں نہ کھڑے ہوئے۔

رحمتِ عالم ﷺ نے فرمایا:

حُسَيْنٌ مِنِّي وَأَنَا مِنْ حُسَيْنٍ

حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں۔

جب رحمتِ عالم ﷺ نے امام حسین علیہ السلام کو یہ اعزاز بخش دیا تو اب امام حسین کو کسی دوسرے سرٹیفیکیٹ کی ضرورت نہیں رہی۔ البتہ امام حسین کے ساتھ نہ کھڑے ہونے والوں کے کردار پہ سوالیہ نشان بن سکتا ہے۔

رحمتِ عالم ﷺ نے فرمایا:

أَنَا حَرْبٌ لِمَنْ حَارَبَكُمْ ، وَسِلْمٌ لِمَنْ سَالَمَكُمْ

جو تم سے لڑے اس سے میری جنگ ہے اور جو تم سے صلح رکھے اس سے میری صلح ہے۔

دوسری روایت میں ہے:

أَنَا حَرْبٌ لِمَنْ حَارَبْتُمْ، وَسِلْمٌ لِمَنْ سَالَمْتُمْ

جس سے تم لڑو اس سے میری لڑائی ہے اور جس سے تم صلح کرو اس سے میری صلح ہے۔

کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمان کے بعد سیدۂ کائنات، یا مولا علی پاک، یا امام حسن یا امام حسین کسی دوسرے شخص کی حمایت کے محتاج ہیں؟

ایسی سوچ ان لوگوں کی ہو سکتی ہے جنہوں نے دین یزید لعین کو کھلا دیا اور خود کوے کھا بیٹھے۔ ورنہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امام حسین کے ساتھ کھڑے ہیں تو اب امام حسین کو کسی کی حمایت کی چنداں حاجت نہیں۔ البتہ امام حسین علیہ السلام کے مقابلے میں کھڑے ہونے والوں کے کردار پر سوالیہ نشان بنتا ہے۔ کیونکہ وہ امام حسین کے مقابل نہیں، حکماً امام حسین کے نانا سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقابل کھڑے ہیں۔

مندرجہ ذیل رباعی اسی حقیقت کو سمجھا رہی ہے لیکن غلام خانی سمجھنے کی صلاحیت سے قاصر ہیں:

شاہ است حسین، بادشاہ است حسین
دین است حسین، دین پناہ است حسین
سر داد نہ داد دست در دستِ یزید
حقا کہ بنائے لا الہ است حسین

اللہ واحد قہار جل وعلا یزید لعین، اس کے محبین اور شہادتِ سیدنا امام حسین میں اس کے تمام حامیوں پر، قتلِ خانوادۂ رسول ﷺ سے راضی رہنے والوں پر دنیا و آخرت میں لعنت فرمائے۔

اللہ سبحانہ وتعالی ہمیں اور ہماری نسلوں کو بھی یزید لعین کے حامیوں، اس کے محبین، معاونین، اس کے دوست، ابنائے یزید ہر ایک سے اپنی پناہ عطا فرمائے۔ سیدنا و مولانا امام حسین علیہ السلام، سیدہ بنتِ سیدہ زینب بنتِ فاطمہ علیہا السلام اور آپ کے غلاموں کی غلامی میں جینا مرنا نصیب فرمائے۔

اللّٰهُمَّ أَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَأَلْهِمْنَا اتِّبَاعَهُ، وَأَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلًا، وَأَلْهِمْنَا اجْتِنَابَهُ وَآخِرُ دَعْوَانا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

از قلم:

محمد چمن زمان نجم القادری

مرکزی ناظمِ اعلی

تحریک عظمتِ آل واصحابِ رسول ﷺ پاکستان

١٦ محرم الحرام ١٤٤٥ھ / ٠٤ اگست ٢٠٢٣ء

یہ خواتینِ جہانِ نو، بھلا سمجھیں گی کیا

مریم و حوا سے پوچھو، زینبِ کبری کی شان

حضور نصیرِ ملت ، چراغِ گولڑہ

پیر سید نصیر الدین نصیر

رحمہ اللہ تعالی